ٹائیٹل بار اوّل

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

الحمد للہ والمنة کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

صلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

ضمیمہ کتاب نزول المسیح

مرقومہ ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ روز شنبہ مطابق ۸ نومبر ۱۹۰۲ء

جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[1]

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا سچا فیصلہ کر اور تو ہی ہے جو سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

ایُّہا النّاظرون ارشدکم اللّٰہ آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ موضع مُدضلع امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے طلب کرلیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشگوئیوں کی تکذیب میں دروغگوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا اسلئے خدا نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔* تا سیہ رُوئے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اے منصفین ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے مگر افسوس کہ تعصب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے

* چونکہ بٹالہ میں ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک گواہی کیلئے جانا پڑا اس لئے اس مضمون کے لکھنے میں تاخیر ہوئی۔ منہ

[1] الاعراف: ۹۰

۲ ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وُہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے۔ اگر اُنکے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دُنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُسکی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اِس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی لوگ تکذیب کر رہے ہیں۔
آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دُنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ مَیں وُہی ہوں جس کے وقت میں اُونٹ بیکار ہوگئے اور پیشگوئی آیت کریمہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1] پوری ہوئی۔ اور پیشگوئی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا نے اپنی پوری پوری چمک دکھلادی۔ یہانتک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اُٹھے کہ مدینہ اور مکّہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے یہی اُس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔ ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائیگا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ اور ساتویں ہزار کے سر پر وُہ موعود ظاہر ہوگا جو مقدر ہے جو دمشق کے مشرقی سمت میں اس کا ظہور ہو۔ اور نیز وہ صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کریگا جبکہ صلیب کا بہت غلبہ ہوگا سو آج وُہ سب باتیں پوری ہوگئیں اور میری تائید میں میرے ہاتھ پر خدا نے بڑے بڑے نشان دکھلائے۔ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ بارۂ برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی اسکی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور ایک حدیث بھی اس واقعہ کی خبر دے رہی تھی مگر شریر لوگوں نے اس پر ٹھٹھا کیا اور قبول نہ کیا اور اس پیشگوئی کی میعاد شرطی تھی اور پیشگوئی اسلئے نہیں کی گئی تھی کہ وُہ عیسائی ہے بلکہ جیسا کہ اس مباحثہ کے رسالہ میں جس کا نام عیسائیوں نے جنگ مقدس رکھا ہے لکھا ہے سبب اس پیشگوئی کرنے کا یہی تھا کہ اُس نے اپنی کتاب "اندرونہ بائبل" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا تھا۔ سو اُسکو پیشگوئی کرنے کے وقت قریباً ستر آدمیوں کے رُوبرو سُنایا گیا تھا کہ سبب اس پیشگوئی کا یہی

[1] التکویر: ۵

۳۰

ہے کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا سو تم اگر اس لفظ سے **رجوع** نہیں کروگے تو
پندرہ مہینہ میں ہلاک کئے جاؤ گے۔ سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کیا اور کہا کہ معاذ اللہ میں نے
آنجناب کی شان میں ایسا لفظ کوئی نہیں کہا اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور زبان منہ سے نکالی
اور لرزتے ہوئے زبان سے انکار کیا جس کے نہ صرف مسلمان گواہ بلکہ چالیس[۴۰] سے زیادہ عیسائی
بھی گواہ ہونگے۔ پس کیا یہ **رجوع نہ تھا**! اور کیا اُس کا ڈرنا اور میعاد پیشگوئی میں اُس بحث کو
بکلی ترک کر دینا جو ہمیشہ میرے ساتھ کرتا تھا اور نیز **شیخ غلام حسن** صاحب مرحوم رئیس اعظم امرتسر
کے ساتھ بھی اور میاں **غلام نبی** صاحب برادر میاں اسد اللہ صاحب مرحوم وکیل امرتسر کے ساتھ بھی
کیا کرتا تھا۔ کیا یہ دلیل اِس بات کی نہیں ہو کہ وہ ضرور **ڈرا**۔ اور کیا اسکا امرتسر کو چھوڑنا اور غربت میں
خاموش زندگی بسر کرنا اور اکثر روتے رہنا اِس بات کی دلیل نہیں ہو کہ اُس کا دل **ترسان** اور
لرزاں ہُوا۔ اور کیا اُس کا باوجود **چار ہزار** روپیہ دینے کے **قسم** نہ کھانا حالانکہ ثابت کر دیا گیا تھا کہ
عیسائی مذہب میں جواز قسم ہے اور خود مسیح نے بھی قسم کھائی اور پولوس نے بھی۔ اِس بات کی
دلیل نہیں ہو کہ وہ **ڈر گیا**؟ پس کیا اب تک دجّال کہنے کے قول سے اُس کا **رجوع** ثابت نہیں ہوا؟
اور کون ثابت کر سکتا ہو کہ بعد اسکے اُس نے پیشگوئی کی میعاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال
کر کے پکارا۔ اور پھر باوجود اِس کے جیسا کہ میری پیشگوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں
مرجائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھلاؤ کہ آتھم کہاں ہو۔
اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی یعنے قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اسکی پنشن کے
کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اُس نے پنشن پائی۔ پس اگر پیشگوئی
صحیح نہیں تھی تو وہ کیوں میرے پہلے مرگیا۔ خدا کی **لعنت** اُن لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔
جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اُس کو روکتا ہے۔

دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے
اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائیگا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہُوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی

سے پوری ہوئی یہانتک کہ فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ معزز لوگوں نے جو چار ہزار کے قریب تھے ایک **محضر نامہ** تیار کرکے لکھ دیا کہ کمال صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی حالانکہ یہ لوگ مخالف جماعت میں سے تھے۔ مگر پھر بھی یہ ناخداترس نام کے مولوی مانتے نہیں۔ انہیں کے معزز بھائیوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی شہادتیں موجود ہیں بلکہ اس محضر نامہ میں بہت سے ہندو بھی ہیں مگر تاہم تعصب ایک ایسی چیز ہے کہ انسانوں کو اندھا کردیتی ہے۔ یہ پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ ایک راستباز کے انکو سُنکر آنسو جاری ہوجائیں گے۔ مگر پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ آخر ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ وہ نشان جو انکو دکھلائے گئے۔ اگر **نوح** کی قوم کو دکھلائے جاتے تو وُہ غرق نہ ہوتی۔ اور اگر **لوط** کی قوم اُن سے اطلاع پاتی تو اُن پر پتھر نہ برستے۔ مگر یہ لوگ سُورج کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رات ہے۔ یہ تو یہود سے بھی بڑھ گئے۔ خدا کے نشانوں کی تکذیب سہل نہیں اور کسی زمانہ میں اس کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ تو اب کیا اچھا ہوجائیگا۔ مگر اس زمانہ میں **دہریت** پھیل گئی اور دل سخت ہوگئے اور نہیں ڈرتے۔ مَیں ان لوگوں کو کس سے تشبیہ دُوں۔ یہ لوگ اُس اندھے سے مشابہ ہیں جو **آفتاب** کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ اور اپنے اندھا پن پر متنبہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اُن یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہیں جو صدہا خدا کی تائیدیں اور معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے نہیں دیکھتے اور اُحد کی لڑائی اور حدیبیہ کے قصہ کو پیش کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی یہودیوں کا یہی حال ہے۔

حال میں ایک یہودی کی تالیف شائع ہوئی ہے جو میرے پاس اسوقت موجود ہے گویا وہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی تالیف ہے۔ وُہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس شخص یعنے عیسیٰ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اسکی سچی نکلی۔ وُہ کہتا تھا کہ داؤد کا تخت مجھے ملے گا۔ کہاں ملا۔ وہ کہتا تھا کہ بارہ حواری بہشت میں بارہ تخت پائینگے کہاں بارہ کو وہ تخت ملے۔ یہودا اسکریوطی تیس روپیہ لیکر اس سے برگشتہ ہوگیا اور حواریوں میں سے کاٹا گیا۔ اور پطرس نے تین مرتبہ اُس پر لعنت بھیجی کیا وُہ تخت کے لائق رہا۔ اور نیز کہتا تھا کہ اس زمانہ کے لوگ ہنوز نہیں مرینگے کہ

مَیں واپس آجاؤنگا کہاں واپس آیا۔ اور پھر یہ یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کے جھوٹا ہونے پر یہی کافی ہے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ہمیں خبر دیگئی تھی کہ سچا مسیح جو یہودیوں میں آنیوالا تھا وُہ ہرگز نہیں آئیگا جبتک الیاس نبی دوبارہ دُنیا میں نہ آجائے۔ پس کہاں الیاس آسمان سے نازل ہؤا۔ اور پھر اس جگہ بہت شور مچاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ دیکھو ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی تو یہ تھی کہ خود الیاس دُنیا میں دوبارہ آجائیگا اور یہ شخص یُوحنا کو (جو مسلمانوں میں یحییٰ کے نام سے مشہور ہے) الیاس بناتا ہے۔ گویا اس کا مثیل قرار دیتا ہے مگر خدا نے تو ہمیں مثیل کی خبر نہیں دی۔ اُس نے تو صاف فرمایا تھا کہ خود الیاس دوبارہ آجائیگا اور ہم قیامت کو اگر پُوچھے بھی جائیں تو یہی کتاب خُدا کے سامنے پیش کر دینگے کہ تُو نے کہاں لکھا تھا کہ مثیل الیاس قبل مسیح موعود بھیجا جائیگا۔ اور ان تحریرات کے بعد حضرت مسیح کی نسبت سخت بدزبانی کرتا ہے۔ کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

اب بتلاؤ کہ اِس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دِل باہم متشابہ ہیں یا نہیں میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے پُوری ہوگئیں شرطی پیشگوئیاں شرط کے موافق پُوری ہوئیں اور ہونگی۔ اور جو پیشگوئیاں بغیر شرط کے تھیں جیسا کہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی۔ وُہ اسی طرح پُوری ہوگئیں۔ یہ تو میری پیشگوئیوں کی واقعی حقیقت ہے۔ مگر جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وُہ ایسے سخت ہیں کہ انکا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام اُسکے حوالہ کرینگے خدا کہلا کر پیشگوئیوں کا یہ حال اِس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے۔ ایسی پیشگوئیوں پر تو نسخ بھی جاری نہیں ہو سکتا تا یہ خیال کیا جائے کہ وُہ منسوخ ہوگئی تھیں ہاں وعید کی پیشگوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی ایسی پیشگوئیاں ہیں جنکی قرآن اور توریت کے رُو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور انکا التواء انکے کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے جیسا کہ مُسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ

۵

یونس نبی کی پیشگوئی جو عذاب کے لئے تھی اسکے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا۔ اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونہ نبی اور دُرِّ منثور۔

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جسکی رُو سے انکو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر اُنکے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جنمیں دوسرے نبی بھی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزارہا پیشگوئیوں پر جو عین صفائی سے پوری ہو گئیں ان پر نظر نہیں ڈالتے۔ اور اگر کوئی ایک پیشگوئی بھی حماقت سے سمجھ میں نہ آوے تو بار بار اسکو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے اگر انکو طلب حق ہوتی تو ان کیلئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں اُنکی آمد و رفت کا خرچ بھی دے دیتا اور بطور مہمانوں کے انکو رکھتا تب وہ دل کھول کر اپنی تسلّی کر لیتے۔ دُور بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کے بیوقوف ایک مرتبہ پانسو کے قریب حضرت مسیح سے مرتد ہو گئے تھے کہ اس شخص کی پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں اور دراصل یہودا اسکریوطی کے مرتد ہونیکا بھی یہی سبب تھا کہ علاوہ ہتھیار بھی خرید لئے گئے تھے مگر بات سب کچی رہی اور داؤد کے تخت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی آخر یہودا بیزار ہو کر مرتد ہو گیا۔ مسیح کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بے ایمان ہو جائیگا اور خواہ نخواہ اسکے لئے بھی بہشتی تخت کا وعدہ کیا۔ ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور یہ سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ انکو کعبہ کے طواف کیلئے اجازت دیجائیگی جیسا کہ پیشگوئی تھی اسپر بعض بدبخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند روز ابتلاء میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کیلئے کئی اعمال نیک بجالائے جیسا کہ اُنکے قول سے ظاہر ہے۔ یہ نمونے بدبختوں کیلئے موجود ہیں مگر پھر بھی اسوقت کے نادان مخالف بدبختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنیکا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں جبتک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے۔ تب تک مَیں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھولدی تو مَیں اس عقیدہ سے باز آگیا۔ مَیں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہوگیا اور مجھے نُور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ[1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ مَیں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی مَیں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر مَیں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ مَیں خود تعجب کرتا ہوں کہ مَیں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر مَیں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور مَیں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دیجائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنے جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھولکر لوگوں کو سُنادے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

[1] الصف: ۱۰

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔ تب مَیں نے یہ پیغام لوگوں کو سُنا دیا۔ یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی تو مَیں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ مَیں مسیح موعود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ مَیں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلادیں کہ مَیں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا۔ کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں کہ براہین احمدیہ کی اس عبارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں مَیں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رُو سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا **دعویٰ** بھی موجود ہے یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں مَیں اس سے بیخبر تھا کہ مَیں مسیح موعود ہوں تبھی تو مَیں نے اسوقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بیخبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں انکی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہیں کیونکہ اگر وہ میرا افترا ہوتے تو مَیں اسی براہین میں اُن سے فائدہ اُٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ مَیں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیگا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اُسوقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دِل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اِسلئے مَیں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسٰی علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیگا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

۸

اٹھا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ براہین احمدیہ سے بارہ برس بعد کیوں اس پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا گیا۔ گو ایسا کہنا بھی فضول تھا کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ وار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ انکی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام تاہم عوام کے آگے یہ دھوکا پیش جا سکتا تھا مگر اب تو ایسے پوچ اعتراض کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ اُسی براہین احمدیہ میں اظہار دعویٰ سے بارہ برس پہلے جا بجا مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور عقلمند کے آگے میری سچائی کیلئے یہ نہایت صاف دلیل ہے۔

غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اُس وقت دھوکا دے سکتا تھا جبکہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا مگر وہ ذکر تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبد العزیز اور عبد اللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے۔

ص۹

پس مَیں خدا کی حکمت عملیوں پر قربان ہوں کہ کیسے لطیف طور سے پہلے سے میری بریّت کا سامان براہین میں تیار کر رکھا۔ اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا کچھ بھی ذکر نہ ہوتا اور صرف میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہوتا تو وہ شور جو سالہا سال بعد پڑا اور تکفیر کے فتوے تیار ہوئے یہ شور اُسی وقت پڑ جاتا۔ اور اگر براہین میں صرف حضرت مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہوتا اور میرے مسیح موعود ہونے کے الہامات اس میں مذکور نہ ہوتے تو جاہلوں کے ہاتھ میں ایک حجت آجاتی کہ براہین میں تو حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا اقرار تھا اور پھر بارہ برس بعد اُس آمد سے انکار کیوں کیا گیا۔ مگر ایک طرف وحی الٰہی کا براہین میں مجھے مسیح موعود قرار دینا اور ایک طرف اسکے برخلاف میرے قلم سے رسمی عقیدہ کے طور پر آمد ثانی مسیح کا ذکر ہونا یہ ایسا امر ہے کہ عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ خاص خدا کی حکمت عملی ہے۔ غرض خدا کی حکمت عملی نے

مجھے اس غلطی کا مرتکب کرکے کہ مَیں نے عیسٰی کی آمد ثانی کا اسی کتاب میں ذکر کر دیا جہاں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر تھا میری سادگی اور عدم افترا کو ظاہر کر دیا۔ ورنہ کیا شک تھا کہ وُہ سب الہامات جو براہین احمدیہ میں مندرج ہیں جو مجھے مسیح موعود بناتے ہیں وُہ تمام افترا پر محمول ہوتے اور یہ بات تو کوئی عقل سلیم قبول نہیں کریگی کہ جو دعویٰ مسیح موعود ہونے کا براہین احمدیہ سے بارہ سال بعد پیش کیا گیا اس کا منصوبہ اتنی مُدت پہلے بنا رکھا تھا۔ غرض اسی کتاب میں جس میں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہے حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا بھی ذکر ہونا یہی میری سادگی اور عدم افترا پر ایک **زندہ گواہ** ہے۔

افسوس کہ ہمارے مخالفوں کی کچھ ایسی عقل ماری گئی ہے کہ وُہ ہر ایک بات کی ایک ٹانگ لے لیتے ہیں اور دُوسری چھوڑ دیتے ہیں۔ آتھم عیسائی کے ذکر کے وقت شرط کا نام نہیں لیتے۔ اور اس کا پیشگوئی کے مطابق مَر جانا اور داخل قبر ہو جانا جو پہلے سے بیان کیا گیا تھا زبان پر نہیں لاتے۔ اور جن واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آتھم نے آنحضرت صلعم کو دجّال کہنے سے رجوع کیا اُن واقعات کا نام نہیں لیتے۔ کیا مجال کہ اُن واقعات کی طرف اشارہ بھی کریں سب کھا جاتے ہیں اور جب احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں تو ہرگز لوگوں کو نہیں بتلاتے کہ ایک حصّہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر پُورا ہو چکا ہے یعنے احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور دُوسرا حصّہ قابلِ انتظار ہے اور یہ بھی نہیں بتلاتے کہ پیشگوئی وعید کے متعلق اور نیز شرطی تھی جیساکہ الہام تُوبی توبی فان البلاء علٰی عقبک سے ظاہر ہوتا ہے جو کئی دفعہ شائع ہو چکا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی موت کے بعد جو احمد بیگ کی موت تھی خوف دامنگیر ہونا ایک طبعی امر تھا پس اسی خوف سے دُوسرے حصہ کے پُورے ہونے میں تاخیر ہو گئی جیساکہ وعید کی پیشگوئیوں میں عادت اللہ ہے۔ مگر یہ بداندیش مخالف ان امور کا کبھی ذکر بھی نہیں کرتے۔ اور یہودیوں کی طرح اصل صُورتِ حال کو مسخ کرکے ایسے طور سے تقریر کرتے ہیں جس سے جاہلوں کے دِلوں میں شبہات ڈال دیں۔ بلکہ ان لوگوں نے تو یہودیوں کے بھی کان کاٹے۔ کیونکہ یہ لوگ تو بات

ص۱۰

بات میں افترا سے کام لیتے ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مُدّ کی بحث میں یہی کارروائی کی اور دھوکا دیکر کہا کہ دیکھو اس شخص نے اپنی ایک پیشگوئی میں لکھا تھا کہ لڑکا پَیدا ہوگا مگر لڑکی پَیدا ہوئی اور بعد میں لڑکا پَیدا ہوکر مرگیا اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پُوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تو تم وہ الہام شائع کردہ پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اسی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وُہی موعود لڑکا ہے نہ اور کوئی۔ اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو کہ شاید یہ لڑکا وُہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جبتک کُھلی کُھلی وحی الٰہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ اور اگر پیشگوئی میں یہ ضرور تھا کہ پہلے حمل سے ہی وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ تو وحی الٰہی میں یہ الفاظ ہونے چاہیئے تھے۔ مگر کیا کوئی دکھلا سکتا ہے کہ وحی میں کوئی ایسا لفظ تھا۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بنی اسرائیل کے کئی نبیوں نے پیشگوئیاں کی تھیں کہ وُہ پیدا ہوگا۔ مگر بہت سے نبیوں کے آنے کے بعد سب کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اب کیا کوئی اعتراض کرسکتا ہے کہ ان نبیوں کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسٰی کے بعد پُورے دو ہزار برس گذرنے کے بعد پیدا ہوئے حالانکہ توریت کی پیشگوئی کی رُو سے یہودی خیال کرتے تھے کہ وُہ نبی جلد پَیدا ہو جائیگا۔ اور ایسا نہ ہُوا بلکہ درمیان میں کئی نبی آئے۔ پس ایسے اعتراض یا تو دیوانہ کرتا ہے اور یا نہایت درجہ کا خبیث انسان جس کو خدا کا خوف نہیں۔ صـــ۱۱

یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مُدّ کے مباحثہ میں پیش کی تھیں۔ ان باتوں سے ہر ایک خداترس سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک ان مولوی صاحبوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ وُہ جوشِ تعصب سے منہاجِ نبوت کو اور اُس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے پیشِ نظر نہیں رکھتے اور ہر ایک اعتراض انکا سراسر جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشگوئی

کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کیلئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔ لیکن اس تفتیش کے وقت منہاجِ نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہراویں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیشگوئیاں اُن کے نزدیک صحیح نہیں تو اُن کو تمام انبیاء علیہم السلام سے انکار کرنا پڑے گا۔ اور آخر انکی موت کفر پر ہوگی۔

افسوس کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار اُن کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرت ؐ کیلئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ اب اِسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کیلئے انکے تالیف قلوب کیلئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنے عیسائی اور یہ نئے یہودی یہ نہیں سمجھتے کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کہا گیا جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائیگا اُس کو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے نہ اسلام میں۔ مولوی ثناء اللہ نے اِسی مُدّ کے مباحثہ میں یہ اعتراض بھی پیش کیا ہے کہ جو ذلت کی پیشگوئی محمد حسین اور جعفر زٹلی اور انکے دُوسرے رفیق کی نسبت کی گئی تھی وُہ پوری نہیں ہُوئی۔ اگر یہ لوگ ایسے اعتراض نہ کرتے تو پھر یہود سے مشابہت کیونکر ہوتی۔ میرے نزدیک ضروری تھا کہ ایسے اعتراض ہوتے۔ اے بھلے مانس جس حالت میں اسی مقدمہ کے اثناء میں مولوی محمد حسین کی وہ تحریر پکڑی گئی جو فتویٰ تکفیر کے مخالف ہے۔ تو کیا ایک عالمانہ حیثیت کی نظر سے اسکی ذلت اور رُسوائی نہیں ہوئی یعنے میرے مقابل پر تو اُس نے اشاعۃُ السّنہ میں مہدی موعود کا انکار کفر قرار دیا اور شور مچایا کہ یہ شخص اسلام کے عقیدہ مسلّمہ کے مخالف ہے۔ درحق یہی ہے کہ مہدی موعود ظاہر ہوگا اور مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ اور پھر گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے مہدی کا انکار کر دیا۔ وُہ رسالہ اُس کا پکڑا گیا۔

۱۲

اور اُسپر اُسی کے بھائیوں کا کُفر کا فتویٰ بھی لگایا گیا۔ اب کہو کہ اس منافقانہ کارروائی سے اُسکی عزّت ہوئی یا ذلّت۔ ذلّت صرف اسی کا نام نہیں کہ برسرِ بازار کسی کے سر پر جُوتے پڑیں بلکہ جو شخص مولوی اور مُتّقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا مُنافقانہ چلن اگر ثابت ہو جائے تو اُس سے بڑھ کر اُسکی کوئی ذلّت نہیں۔ منافق سے ذلیل تر اور کوئی نہیں ہوتا۔ انّ المنافقین فی الدرك الاسفل من النار[1] یہ کس قدر سیاہی کا ٹیکا ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا کہ مہدی کا آنا حق ہے اور انکار کفر ہے۔ اور خوب لڑائیاں ہونگی اور گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے یہ کہنا کہ یہ سب جُھوٹ ہے۔ اگر اب بھی ذلّت نہیں ہوئی تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ آپ لوگوں کی عزّتیں ایک ریختہ کی عمارت سے بھی زیادہ پکّی ہیں کہ کسی بد چلنی سے ان میں فرق نہیں آتا۔ رہی عزّت جعفر زٹلّی کی۔ پس ان لوگوں کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ ہیں وُہ ان کا ایڈوکیٹ جو ہُوا جبکہ اُنکے ایڈوکیٹ کی ذلّت ثابت ہوگئی تو کیا اُنکی ذلّت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے جبکہ اصل درخت ہی گر پڑا تو سایہ کیونکر کھڑا رہ سکتا ہے۔ اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو دونوں بیان مولوی محمد حسین کے میرے پاس موجود ہیں۔ ایک بیان تو قوم کے خوش کرنے کیلئے اور دُوسرا بیان گورنمنٹ کے خوش کرنے کیلئے وہ دونوں بچشمِ خود دیکھ لے۔ اور پھر آپ انصاف کرے کہ مولوی کہلا کر اور موحدّوں کا ایڈوکیٹ بنکر یہ منافقانہ کارروائی۔ کیا یہ موجب عزّت ہے یا ذلّت۔

ہم نے تو اس زمانہ میں یہود دیکھ لیئے اور ہم ایمان لائے کہ آیت غیر المغضوب علیہم اِسی بات کی طرف اشارہ کرتی تھی کہ اس قوم میں بھی مغضوب علیہم یہودی ضرور پیدا ہونگے سو ہو گئے اور پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری ہوگئی۔ مگر کیا یہ امت کچھ ایسی ہی بدقسمت ہے کہ انکی تقدیر میں یہود بننا ہی لکھا تھا۔ اِس فعل کو ہم خدائے کریم کی طرف کبھی منسوب نہیں کر سکتے کہ یہود مردود بننے کے لئے تو یہ اُمّت اور مسیح بنی اسرائیل سے آوے۔ ایسی کارروائی سے تو اِس اُمّت کی ناک کٹتی ہے اور اس خطاب کے لائق نہیں رہتی کہ اس کو اُمّت مرحومہ

[1] النساء : ۱۴۶

۱۳ کہا جاوے۔ پس اِس اُمّت کا یہود بننا جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیھم سے سمجھا جاتا ہے
اِس بات کو چاہتا ہے جو یہود مغضوب علیہم کے مقابل مسیح آیا تھا اِس کا مثیل بھی اِس اُمّت
میں سے آوے۔ اِسی کی طرف تو اِس آیت کا اشارہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] افسوس کہ وُہ حدیث بھی اِسی زمانہ میں پُوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے
زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہونگے جو زمین پر رہتے ہونگے اور پہلے یہودیوں پر
ہم کیا افسوس کریں وہ تو اعتراض کے وقت کتاب اللہ کو پیش کرتے تھے گو معنے نہیں سمجھتے تھے۔
مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں
اور اُنکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی انکا جواب دینے
میں حیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے
اور کوئی دلیل انکی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوّت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ
احسان قرآن کا اُن پر ہے کہ اُن کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔ اِسی وجہ سے ہم
اُن پر ایمان لائے کہ وُہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں۔ اور اُن تہمتوں سے معصوم ہیں جو
اُن پر اور اُنکی ماں پر لگائی گئی ہیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑی تہمتیں اُنپر دو تھیں۔
(۱) ایک یہ کہ اُن کی پیدائش نعوذ باللہ لعنتی ہے یعنی وُہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے۔
(۲) دُوسری یہ کہ اُن کی موت بھی لعنتی ہے کیونکہ وُہ صلیب کے ذریعہ سے مرے ہیں اور
توریت میں لکھا تھا کہ جو ولد الزّنا ہو وُہ ملعون ہے وُہ ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوگا
اور اُس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے
یعنی جسکی صلیب کے ذریعہ سے موت ہو وُہ بھی لعنتی ہے اور اُس کا بھی خُدا کی طرف رفع نہیں ہوگا
یہ دونوں اعتراض بڑے سخت تھے۔ خُدا نے قرآن شریف میں اِن دونوں اعتراضات
کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے اور وُہ یہ ہے۔ و بکفرھم وقولھم علٰی مریم بھتانًا عظیمًا
وقولھم انا قتلنا المسیح عیسٰی ابن مریم رسُول اللّٰہ وما قتلوہ وما

[1] الفاتحة : ٧ [2] الفاتحة : ٦-٧

صلبوه ولٰکن شبه لهم[1] (الجزو ۶ سورہ نساء) اس آیت میں دونوں حملوں کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسٰی کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرا۔ بلکہ دھوکے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اِس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسٰی کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا اُن کی رُوح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عُقدہ کو حل کرسکے ۱۴۵ ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ مَیں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر اُنکے دِل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوہ ہے۔ صدہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک ابتک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ مَیں نے سُنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریریں مَیں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ مَیں اِس طور کے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی مَیں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مَر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلیغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

[1] النساء : ۱۵۷-۱۵۸

یہ خواہشیں دل سے ظاہر کی ہیں نفاق کے طور پر نہیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور وہ اس اُمت پر اِس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کرینگے کہ وہ مردِ میدان بنکر ان دونوں ذریعوں سے حق و باطل کا فیصلہ کرلیں گے۔ یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی اب اسپر قائم رہیں تو بات ہے۔ اگر ایک کذّاب دُنیا سے کُوچ کر جائے اور باقی لوگوں کو ہدایت ہو جائے تو ایسے مقابلہ والا نبی کا اجر پائیگا۔ لیکن ہم موت کے مباہلہ میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب اور دُوسرے مخالفوں کو منع نہیں کہ ایسے چیلنج سے ہمیں جواب دینے کیلئے مجبور کریں خواہ وُہ مولوی ثناء اللہ ہوں یا اور کوئی ایسا مولوی ہو جو مشاہیر میں سے اور اپنی جماعت میں عزت رکھتا ہو جس کے بارے میں کم سے کم پچاس معزز آدمی اس کے اشتہار پر تصدیقی شہادت ثبت کر دیں۔ اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رُو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹھے ہُوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وُہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے اُن کو اجازت ہے۔ کیونکہ اُن کا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی موت قتل کے رُو سے واقع نہ ہو بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے تا ایسی کارروائی حکّام کے لئے تشویش کا موجب نہ ٹھیرے۔ اور ہم یہ بھی دُعا کرتے رہیں گے کہ ایسی مَوتوں سے فریقین محفوظ رہیں۔ صرف وہ موت کاذب کو آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے اور یہی مسلک فریق ثانی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اور یاد رہے کہ ہماری قتل کی پیشگوئی ایک خاص پیشگوئی تھی۔ جو لیکھرام کے متعلق تھی۔ اس میں خدا نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وُہ قتل کے ذریعہ سے مریگا۔ اور ایسا ہی شائع کیا گیا۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اُسکے قتل کئے جانے کا بھید یہ تھا۔ کہ اُس نے سخت زبان درازی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کی نسبت اختیار کی۔ اور خدا نے دیکھا کہ اُسکی زبان درازی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور اس نے گالیاں دینے

۱۵

میں کسی نبی کو باقی نہ چھوڑا۔ پس آخر وُہی زبان کی چھری متمثل ہوکر اُسپر پڑی اور یہ عظیم الشّان نشان تھا اور زمین پر یہ بڑا گناہ کیا گیا کہ ایسی چمکدار پیشگوئیوں سے دُنیا کے لوگوں نے انکار کردیا۔

پس اگر مولوی ثناءاللہ صاحب ایسے چیلنج کیلئے مستعد ہوں تو صرف تحریری خط کافی نہ ہوگا بلکہ اُنکو چاہیئے کہ ایک چھپا ہُوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں* کہ اس شخص کو (اور اس جگہ میرا نام بتصریح لکھیں) مَیں کذّاب اور دجّال اور کافر سمجھتا ہوں اور جو کچھ یہ شخص مسیح موعود ہونے اور صاحب الہام اور وحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس دعویٰ کا مَیں جھوٹا ہونا یقین رکھتا ہوں اور اے خدا مَیں تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ اگر یہ میرا عقیدہ صحیح نہیں ہے اور اگر یہ شخص فی الواقع مسیح موعود ہے اور فی الواقع عیسٰی علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو مجھے اِس شخص کی موت سے پہلے موت دے۔ اور اگر مَیں اِس عقیدہ میں صادق ہوں اور یہ شخص درحقیقت دجّال بے ایمان کافر مُرتد ہے اور حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں جو کسی نامعلوم وقت میں پھر آئیں گے تو اِس شخص کو ہلاک کر تا فتنہ اور تفرقہ دُور ہو۔ اور اِسلام کو ایک دجّال اور مغوی اور مضل سے ضرر نہ پہنچے۔ آمین ثم آمین

پہلے اِس سے اِسی قسم کا مباہلہ کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں مولوی غلام دستگیر قصوری بھی کر چکے ہیں اور اسکے بعد تھوڑے دنوں میں ہی میری زندگی میں ہی قبر میں داخل ہوگئے اور میری سچائی کو اپنے مرنے سے ثابت کر گئے مگر مولوی ثناءاللہ اگر چاہیں تو بذاتِ خود آزمالیں ان کو غلام دستگیر سے کیا کام۔ کیونکہ وُہ خود ہی اِس کیلئے مستعدی بھی ظاہر کرتے ہیں۔

یہ چیلنج جو درحقیقت ایک مباہلہ کا مضمون ہے اسکو لفظ بلفظ جو نمونہ مذکورہ کے مطابق ہو لکھنا ہوگا جو اُوپر مَیں نے لکھدیا ہے ایک نقطہ کم یا زیادہ نہ کرنا ہوگا اور اگر کوئی خاص تبدیلی

* یہ بھی لکھ دیں کہ اِس مقابلہ کے لئے مَیں پیش دستی کرتا ہوں اور میری طرف سے بامر اِتمام یہ چیلنج ہے ورنہ صرف بیہودہ اور فضول بیان پر توجہ نہ ہوگی۔ منہ

منظور ہو تو پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ سے اس کا تصفیہ کرنا ہوگا۔ اور پھر ایسے اشتہار مباہلہ پر کم سے کم پچاس معزز آدمیوں کے دستخط ثبت ہونے چاہئیں اور کم سے کم اس مضمون کا سات سو اشتہار ملک میں شائع ہونا چاہیئے اور بیس اشتہار بذریعہ رجسٹری مجھے بھی بھیج دیں۔

مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ میں اُنہیں مباہلہ کیلئے چیلنج کروں یا اُنکے بالمقابل مباہلہ کروں۔ اُن کا اپنا مباہلہ جس کیلئے اُنہوں نے مستعدی ظاہر کی ہے میری صداقت کیلئے کافی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے جسکی تالیف پر تخمیناً تیئیس ۲۳ سال گذر چکے ہیں میرے لئے یہ نشان قائم کر رکھا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں اِس مقابلہ میں مغلوب رہا تو میری جماعت کو چاہیئے جو ایک لاکھ سے بھی اب زیادہ ہے کہ سب مجھ سے بیزار ہو کر الگ ہو جائیں کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار دیکر ہلاک کیا تو میں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہونگا اور ہر ایک کے لئے جائے عار و ننگ۔

اور جو شخص ایسے چیلنج سے فتنہ کو فرو کریگا بشرطیکہ وہ صادق نکلے گا صفحہ روزگار میں بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام منقوش رہیگا۔ اور جو شخص دجال بے ایمان مفتری ہوگا اُسکی ہلاکت سے مقولہ مشہورہ کی رُو سے کہ خس کم جہان پاک دُنیا کو راحت حاصل ہوگی اِس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں اور اگر کوئی ضروری امر مجھ سے رہ گیا ہے جسکو انصاف چاہتا ہے تو مجھے اطلاع دیجائے میں خوشی سے اسکو قبول کرونگا بشرطیکہ بیہودہ نہ ہو اور حیلہ و بہانہ کی اُس سے بدبو نہ آوے اور تقویٰ کی بنا پر ہو۔ نہ دُنیاداروں کی چالبازی کے رنگ میں۔ اور خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح حق کھل جائے۔ اگرچہ میں خدا کے نشانوں کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ کوئی آفتاب کو دیکھتا ہے۔ اور میں خدا کی اس وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر۔ مگر میں ہر ایک پہلو سے منکر پر اتمام حجت چاہتا ہوں۔ یا الٰہی تو جو ہمارے کاروبار کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے دلوں پر تیری نظر ہے اور تیری عمیق نگاہوں سے ہمارے اسرار پوشیدہ نہیں۔ تو ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کردے۔ اور وہ جو تیری نظر میں صادق ہے۔ اُس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہونے سے

۱۷

ایک جہان ضائع ہوگا۔ اے میرے قادر خدا تو نزدیک آجا اور اپنی عدالت کی کرسی پر بیٹھ اور یہ روز کے جھگڑے قطع کر۔ ہماری زبانیں لوگوں کے سامنے ہیں اور ہمارے دلوں کی حقیقت تیرے آگے منکشف ہے۔ مَیں کیونکر کہوں اور کیونکر میرا دل قبول کرے کہ تو صادق کو ذلّت کے ساتھ قبر میں اُتارے گا۔ اور باشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے کہ تو ہرگز ایسا نہیں کریگا۔ اور جسقدر مولوی ثناء اللہ صاحب نے خلاف واقعہ اعتراضات اور جھوٹی قسموں سے موضع مُدّ کے جلسہ میں میری توہین کی ہے وہ تمام میرے شکوے خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں۔ اور مجھے اِس تکذیب کا کچھ رنج بھی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذّاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بھی کذّاب کہیں تو اسپر کیا افسوس کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اِس سوال پر کہ کیا تُو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو عیسیٰ نے جھوٹ بولا یعنی ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ اُنہوں نے کہا کہ جبتک مَیں اپنی اُمت میں تھا تو اُنپر گواہ تھا اور جب تُو نے وفات دیدی تو پھر تو اُنکا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اُس شخص سے زیادہ کون کذّاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اُسکے سامنے جھوٹ بولیگا۔ کیا اِس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے دوبارہ پہلے دُنیا میں آئیگا۔ اور چالیس برس دُنیا میں رہیگا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کریگا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کریگا۔ اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کرے گا۔ وُہی قیامت کو اِن تمام واقعات سے انکار کر کے کہیگا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا اور اِس طرح پر خدا کے سامنے جھوٹ بولیگا اور ظاہر کریگا کہ مجھے اسوقت سے نصاریٰ کی حالت اور اُنکے مذہب کی کچھ بھی خبر نہیں جب سے تُو نے مجھے وفات دیدی۔ دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پھر خدا کے سامنے اس طور سے حضرت مسیح کذّاب ٹھیرتے ہیں یا نہیں۔ قرآن شریف کھولو اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کو آخر تک پڑھ جاؤ۔ اور پھر کہو کہ کیا تم نے عیسیٰ علیہ السلام کو کذّاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اسپر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالےٰ نے

صہ۱۸

عیسٰے علیہ السلام کی وفات آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ[1] میں صاف طور پر بیان کردی اور بتصریح حضرت عیسٰی کا یہ عذر پیش کردیا کہ میری وفات کے بعد یہ لوگ بگڑے ہیں۔ پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسٰی فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بھی ابتک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا راہ راست پر رہنا صرف اُن کی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا۔ اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسٰی کی وفات ٹھیرائی گئی تھی۔ اب کہو اس صورت میں آپ کے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے جس کا بیان باور نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[2] میں سب نبیوں کی وفات ایک مشترک لفظ میں جو خَلَتْ ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسٰی کے لئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں فرمایا تھا۔ یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے۔ یہ وہی آیت ہے جسکے پڑھنے سے حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی۔ ابو بکر کی بھی یہ منطق خوب تھی کہ باوجودیکہ عیسٰی آسمان پر زندہ بیٹھا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہے یہ کس قسم کی تسلّی دیتا ہے۔ کیا اسکو معلوم نہیں کہ عیسٰی تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور پھر دوبارہ آئیگا اور چالیس برس رہیگا۔ عیسٰی کی وہ عمر اور افضل الرسل کی یہ عمر تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى[3]۔

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابو بکر کو جواب نہ دیا کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہیں جو اور بھی ہمیں حسرت دلاتی ہے عیسٰی تو آسمان پر زندہ اور پھر آنے والا اور ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا۔ اگر عیسٰی اس قانون قدرت سے باہر اور ہزارہا برس کی عمر پانے والا اور پھر آنے والا ہے تو ہمارے نبی کو یہ نعمت کیوں عطا نہ ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ نے جو اُسوقت تمام حاضر تھے اُن میں سے ایک بھی غائب نہ تھا۔ اس آیت کے یہی معنے سمجھے تھے کہ **تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں** اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو

[1] المائدۃ: ۱۱۸ [2] اٰل عمران: ۱۴۵ [3] النجم: ۲۳

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سُنکر جو ارد گرد رہتے تھے۔ پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے جن کو خدا نے علمِ قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیاء ثابت ہو گئی اور وہ اِس آیت سے بہت خوش ہوئے اور اُن کا وُہ صدمہ جو اُن کے پیارے نبیؐ کی موت کا اُن کے دِل پر تھا۔ جاتا رہا۔ اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر حسّان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔ شعر

۱۹۱

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ٭ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ٭ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی تُو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ مَیں تو تیری جُدائی سے اندھا ہو گیا اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کر لیا کہ دُوسرے تمام نبی مر گئے ہمیں اُن کی کچھ پروا نہیں۔ مصرعہ

عجیب تھا عشق اس دل میں محبّت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اُسکی ماں کو ہم نے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنّت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[1] یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اُسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی خطّۂ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مَس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اٰوٰی کا لفظ اُسی موقعہ پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ

[1] المومنون : ۵۱

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنی تمام عمر میں صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ مریم کو تمام عمر میں اسی واقعہ سے سخت غم پہنچا تھا۔ پس یہ آیت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ اس واقعۂ صلیب کے بعد خداتعالیٰ نے اس آفت سے حضرت عیسٰی کو نجات دیکر اس موذی ملک سے کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا تھا جہاں پانی صاف کے چشمے بہتے تھے اور اونچا ٹیلہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے جسپر خداتعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو جا بٹھایا اور ماں کو بھی۔ اور حضرت مسیح کے سوانح میں غور کر کے کوئی نظیر تو پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد اُنہیں ایسے ملک میں جگہ دی گئی ہو جو آرامگاہ اور جنّت نظیر ہو۔ اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند۔ اور چشمے جاری ہوں۔ پس آپ کے خیال کے رُو سے خداتعالیٰ نعوذ باللہ صریح جھوٹا ٹھیرتا ہے کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہے جس میں عیسٰی اور اُسکی ماں کو جگہ دی گئی اور آپ لوگ خواہ مخواہ اُسکو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور محض بیکار۔ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ نبی ہو کر اتنی مدّت کیوں بیکار بیٹھ رہا ہے اور پھر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اس آیت سے انکار کر کے دوسرے آسمان پر اُسکو پہنچاتے ہیں۔ اس بات کا کچھ جواب نہیں دے سکتے کہ زندہ مُردوں کی روحوں میں کیوں جا بیٹھا۔ وہ لوگ تو اس دنیا سے باہر ہو گئے ہیں۔ اور دوسرے جہان میں پہنچ گئے۔ کیا وہ بھی دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہے۔

۲۰

اور خدا پر یہ بھی جھوٹ ہے کہ گویا خدا نے یہودیوں کا مطلب نہیں سمجھا۔ اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل اپنے پر صادق کی۔ یہودی تو کہتے تھے کہ مسیح کی روح کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا۔ اور خدا ان کا یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اس کو زندہ مع جسم دوسرے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور پھر کسی وقت ماروں گا۔ بھلا یہ کیا جواب ہوا۔ سوال تو یہ تھا کہ مرنے کے بعد عیسٰی کا رفع نہیں ہوا۔ اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہے اِس سوال کا جواب تو یہ تھا کہ ابھی تو عیسٰی نہیں مرا۔ جب مریگا تو میں اپنی طرف

اُس کی رُوح اُٹھالونگا۔* یہ اُلٹا جواب جو دیا گیا۔ یہ تو امر متنازعہ فیہ سے کچھ تعلّق نہیں رکھتا۔ اِسی طرح آنحضرت صلعم کی نسبت آپ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ یہ کہا کہ میں عیسٰی کو مُردوں کی رُوحوں میں دیکھ آیا ہوں۔ جو اِس جہان سے باہر ہو گئے ہیں۔ ایک جسم دار شخص رُوحوں میں کیونکر بیٹھ گیا۔ اور بغیر قبض رُوح دُوسرے جہان میں کیونکر پہنچ گیا۔ یہ عجیب ایمان ہے کہ خُدا نے تو اپنے قول سے گواہی دی کہ عیسٰی مر گیا وُہ گواہی قبول نہیں کی۔ اور پھر رسولؐ نے اپنے فعل سے یعنی روئیت سے گواہی دی کہ میں مُردہ رُوحوں میں اُس کو دیکھ آیا ہوں، وُہ گواہی بھی ردّ کیجاتی ہے اور پھر اسلام کا دعوٰی اور اہل حدیث ہونے کی شیخی۔ عیسٰی سے تو معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں بھی نہ ہوئیں؛ موسٰی سے باتیں ہوئیں۔ اور قرآن شریف میں ہے کہ موسٰی کی ملاقات میں شک نہ کر۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے جو خدا اور رسول دونوں پر باندھا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ عیسٰی کی نسبت ہے اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ[۱] جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے اُن سے ڈرنا چاہیئے کہ نیم مُلّا خطرہ ایمان۔ اے بھلے مانسو۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ نہیں ہیں جو فرماتے ہیں کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ[۲] یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اِس جگہ لفظ سَاعَة سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعة سے مُراد اِس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسٰیؑ کے بعد طیطوس رُومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا اور خود خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ بنی اسرائیل میں اِس ساعت کی خبر دی ہے۔ اسی آیت کی تشریح اِس آیت میں ہے کہ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ[۳] یعنی عیسٰے کے وقت سخت عذاب ہے قیامت کا

۲۱

* یہود حضرت مسیح کی غشی کی حالت سے بیخبر تھے یہی شبہ تھا جو اُن پر ڈالا گیا۔ پس چونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ عیسٰی صلیب سے مر گیا۔ اِسلئے وہ اسکے رفع رُوحانی کے قائل نہ تھے اور ابتک قائل نہیں۔ انکے مقابل پر امر تنقیح طلب صرف رفع رُوحانی ہے۔ کیونکہ جسمانی رفع اُن کے نزدیک مدارِ نجات نہیں۔ منہ

[۱] الزخرف: ۶۲ [۲] القمر: ۲ [۳] الزخرف: ۶۰

نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور اُن کیلئے وُہ ساعت ہوگئی۔ قرآنی محاورہ کی رُو سے ساعۃ عذاب ہی کو کہتے ہیں۔ سو خبر دیگئی تھی کہ یہ ساعۃ حضرت عیسےٰ کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی۔ پس وہ نشان ظہور میں آگیا اور وُہ ساعۃ یہودیوں پر نازل ہوگئی۔ اور نیز اُس زمانہ میں طاعون بھی اُنپر سخت پڑی اور درحقیقت اُن کیلئے وہ واقعہ قیامت تھا جس کے وقت لاکھوں یہودی نیست و نابود ہوگئے اور ہزارہا طاعون سے مر گئے۔ اور باقیماندہ بہت ذلّت کے ساتھ متفرق ہوگئے۔ قیامت کبریٰ تو تمام لوگوں کیلئے قیامت ہوگی مگر یہ خاص یہودیوں کیلئے قیامت تھی۔ اِسپر ایک اور قرینہ قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِھَا[1] یعنی اے یہودیو! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائیگا۔ کہ قیامت کیا چیز ہے اُسکے مثل تمہیں دیجائیگی یعنی مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ[2] وُہ قیامت تمہارے پر آئیگی اِس میں شک نہ کرو۔ صاف ظاہر ہے کہ قیامت حقیقی جو ابتک نہیں آئی۔ اُسکی نسبت غیر موزون تھا کہ خدا کہتا کہ اس قیامت میں شک نہ کرو۔ اور تم اُسکو دیکھو گے۔ اُس زمانہ کے یہودی تو سب مر گئے اور آنیوالی قیامت اُنہوں نے نہیں دیکھی۔ کیا خدا نے جھوٹ بولا۔ ہاں طیطوس رُومی والی قیامت دیکھی۔ سو قیامت سے مُراد وُہی قیامت ہے جو حضرت مسیح کے زمانہ میں طیطوس رُومی کے ہاتھ سے یہودیوں کو دیکھنی پڑی اور پھر طاعون کے ذریعہ سے اُسکو دیکھ لیا۔ یہ خدا کی کتابوں میں پُرانا وعدہ عذاب کا چلا آتا تھا جس کا بائبل میں جا بجا ذکر پایا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اسکے لئے خاص آیت نازل ہوئی۔ یہی وعدہ قرآن شریف اور پہلی کتابوں میں موجود ہے اور اسی سے یہودیوں کو تنبیہ ہوئی۔ ورنہ دُور کی قیامت سے کون ڈرتا ہے۔ کیا اسوقت کے مولوی اُس قیامت سے ڈرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ ساعۃ کا کچھ قیامت سے خاص نہیں اور نہ قرآن نے اِسکو قیامت سے خاص رکھا ہے۔ افسوس کہ نیم مُلّا جنکی عاقبت خراب ہے اپنی جہالت سے ایسے ایسے معنے کرلیتے ہیں جن سے اصل مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ آخری قیامت سے یہودیوں کو کیا خوف تھا۔ مگر قریب کے عذاب کی پیشگوئی بیشک اُنکے دلوں پر اثر ڈالتی تھی۔

صـ۲۱

[1] الزخرف: ۶۲ [2] الزخرف: ۶۰

افسوس کہ سادہ لوح حجرہ نشین مولویوں کی نظر محدود ہے انکو معلوم نہیں کہ پہلی کتابوں میں اسی ساعت کا وعدہ تھا جو طیطوس کے وقت یہودیوں پر وارد ہوئی اور قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ عیسیٰ کی زبان پر اُنپر لعنت پڑی اور عذاب عظیم کے واقعہ کو ساعت کے لفظ سے بیان کرنا نہ صرف قرآن شریف کا محاورہ ہے بلکہ یہی محاورہ پہلی آسمانی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور بکثرت پایا جاتا ہے۔ پس نہ معلوم ان سادہ لوح مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ ساعۃ کا لفظ ہمیشہ قیامت پر ہی بولا جاتا ہے۔ افسوس یہ لوگ حیوانات کی طرح ہوگئے۔ قدم قدم پر اپنی غلطیوں سے ذلّت اُٹھاتے ہیں پھر غلطیوں کو نہیں چھوڑتے کیا غلطیوں کی کوئی حد بھی ہے۔ قرآن کے منشاء کو ہرگز یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ آسمان پر تو حضرت عیسیٰ کو مع جسم چڑھا دیا مگر جو الزام یہودیوں کا تھا اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ خدا جو فرماتا ہے کہ یہود کہتے تھے۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ[1] اور جواب دیتا ہے کہ نہیں بلکہ ہم نے اُسکو اُٹھا لیا یہ کس بات کا ردّ ہے کیا صرف قتل کا۔

سو سنو کہ یہودیوں کا بار بار یہ شور مچانا کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب کے ذریعہ سے مار دیا۔ انکا اس سے یہ مطلب تھا کہ وہ ملعون ہے اور اُسکی رُوح موسیٰ اور آدم کی طرح خدا کی طرف نہیں اُٹھائی گئی پس خدا کا جواب یہ چاہیئے تھا کہ نہیں درحقیقت اُسکی رُوح کا رفع ہوا۔ جسم کا آسمان پر اُٹھانا۔ یا نہ اُٹھانا متنازعہ فیہ امر نہ تھا۔ پس نعوذ باللہ خدا کی یہ خوب سمجھ ہے کہ انکار تو رُوح کے رفع سے ہے جو خدا کی طرف ہوتا ہے مگر خدا اِس اعتراض کا یہ جواب دیتا ہے کہ مَیں نے عیسیٰ کو زندہ بجسم عنصری دُوسرے آسمان پر بٹھا دیا۔ خُوب جواب ہے اور ابھی مرنا اور قبض رُوح ہونا باقی ہے۔ خُدا جانے بعد اِسکے رفع رُوحانی ہو یا نہ ہو۔ جو اصل جھگڑے کی بات ہے۔

ایسا ہی یہ لوگ عقل کے پُورے میری بعض پیشگوئیوں کا جھُوٹا نکلنا اپنے ہی دل سے فرض کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جب بعض پیشگوئیاں جھوٹی ہیں یا اجتہادی غلطی ہے تو پھر مسیحیت کے دعویٰ کا کیا اعتبار شاید وہ بھی غلط ہو۔ اِس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مُدّ میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھُوٹی نکلیں اسلئے ہم اُنکو

۲۳

[1] النساء: ۱۵۸

مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اِس تحقیق کیلئے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھاکر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رُو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سَو روپیہ اُنکی نذر کرینگے۔ ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا اُنکے گلے میں رہیگا۔ اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دینگے۔ اور کُل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی۔ تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جائے۔ اور اسی شرط سے روپیہ ملیگا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سَو پیشگوئی مَیں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائینگے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت انکے سامنے پیش کردینگے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سَو روپیہ دیتے جائینگے۔ اِسوقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر مَیں مولوی صاحب موصوف کیلئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مُریدوں سے لونگا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائیگا وہ سب اُنکی نذر ہوگا جس حالت میں دو دو آنہ کیلئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا اُن کیلئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اِس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اِس تحقیق کے لئے بپابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اُس لاف و گذاف پر جو اُنہوں نے موضع مُدّ میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جُھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] مگر اُنہوں نے بغیر علم اور پُوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کُتّوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گذرتی ہے۔ ﴿۱۳۴﴾

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جائے تو امان اُٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اُس نبی یا رسول یا محدّث نے اپنے دعوےٰ میں بھی دھوکا کھایا ہو۔

[1] بنی اسرائیل : ۳۷

یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور اگر انکا یہی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے انکو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیئے کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملیگا بجز اسکے ایسے دعویٰ کے کیا معنے تھے کہ کسی مجمل الہام پر بھروسہ کرکے انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں بادشاہ بنجاؤنگا داؤد کی اولاد سے تو تھے ہی اور بگفتن شہزادہ۔ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو تخت اور بادشاہت کی بہت خواہش تھی اور اس طرف یہود بھی منتظر تھے کہ کوئی اُن میں سے پیدا ہو کہ تا اُنکی دوبارہ بادشاہت قائم کرے اور رُومیوں کی اطاعت سے انکو چھڑا دے۔

سو درحقیقت ایسا دعویٰ کہ داؤد کا تخت پھر قائم ہوگا یہودیوں کی عین مُراد تھی اور ابتداء میں اِس بات سے خوش ہوکر بہت سے یہودی آپکے پاس جمع ہوگئے تھے مگر بعد اسکے کچھ ایسے اتفاق پیش آئے کہ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اس بخت اور قسمت کا آدمی نہیں اسلئے ان سے علیحدہ ہوگئے اور بعض شریر آدمیوں نے گورنمنٹ رُومی کے گورنر کے پاس بھی یہ خبر پہنچادی کہ یہ شخص داؤد کے تخت کا دعویدار ہے۔ تب حضرت مسیح نے فی الفور پہلو بدل لیا اور فرمایا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے زمین کی نہیں۔ مگر یہودی ابتک اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آسمانی بادشاہت تھی تو آپنے حواریوں کو یہ حکم کیوں دیا تھا کہ کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو۔ پس اسمیں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اجتہاد میں غلطی تھی اور ممکن ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہو جسکے بعد آپنے رجوع کرلیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے* مگر آپ اُن الہامات کو ردّ کردیتے تھے اور خدا تعالیٰ مسّ شیطان سے آپکو بچالیتا تھا جیسا کہ اسلام کی حدیثوں میں آپکی یہ صفات لکھی ہیں اور آپ ہمیشہ محفوظ رہے کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہیں کی۔

* نوٹ۔ جرمن کے تین پادریوں نے شیطان کے مکالمہ کے جس کا انجیل میں ذکر ہے یہی معنے کئے ہیں۔ منہ

ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے مُنہ سے نکلے وُہ قابلِ اعتبار نہیں※۔ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وُہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داؤد کے تخت کی تمنّا کی تھی مگر وُہ تمنّا پُوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیکھ۔ آپ تو داؤد کے تخت سے محروم رہے مگر وُہ برگزیدہ خدا سید الرسل جس نے دُنیا کی بادشاہت سے مُنہ پھیر کر کہا تھا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اُس کو خدا نے بادشاہت دیدی۔ اُس نے کہا تھا کہ مَیں ایک دن فاقہ چاہتا ہوں اور ایک دن روٹی مگر خدا نے اُسکو فقر و فاقہ سے بچایا۔ یہ خاص فضل ہے۔

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وُہ پُورے نہ ہو سکے۔ غرض ان باتوں سے نبوت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ نبی کے ساتھ صدہا انوار ہوتے ہیں جن سے وُہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور جن سے اُسکے دعویٰ کی سچائی کھلتی ہے۔ پس اگر کوئی اجتہاد غلط ہو تو اصل دعویٰ میں کچھ فرق نہیں آتا۔ مثلاً آنکھ اگر دُور کے فاصلہ سے انسان کو بَیل تصوّر کرے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنکھ کا وجود بیفائدہ ہے یا اُسکی رویت قابلِ اعتبار نہیں۔ پس نبی کیلئے اُسکے دعویٰ اور تعلیم کی ایسی مثال ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اُن میں غلطی نہیں کرتی۔ اور بعض اجتہادی امور میں غلطی کی ایسی مثال ہے جیسے دُور دراز کی چیزوں کو آنکھ دیکھتی ہے تو کبھی انکی تشخیص میں غلطی کر جاتی ہے۔ اِسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو جو یہودیوں کی بھلائی کیلئے اپنی بادشاہت کا خیال تھا۔ اسلئے بموجب آیت کریمہ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ[1] شیطان نے آپ کو دھوکا دیا اور داؤد کے تخت کا لالچ دِل میں ڈال دیا۔

※ نوٹ:۔ عیسائی بھی ایسی بکواس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰؑ پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی الزام لگایا گیا تھا۔ منہ

[1] الحج: ۵۳

مگر چونکہ مقرب اور خدا کے پیارے تھے اِسلئے وہ شیطانی وسوسے قائم نہ رہ سکے۔ اور جلد آپ نے سمجھ لیا کہ میری آسمان کی بادشاہت ہے نہ زمین کی۔
غرض حضرت مسیح کا یہ اجتہاد غلط نکلا۔ اصل وحی صحیح ہوگی مگر سمجھنے میں غلطی کھائی۔ افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اُنکی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کیلئے یہ بھی ایک شرط ہوگی۔ مگر کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکے بہت سے غلط اجتہادوں اور غلط پیشگوئیوں کی وجہ سے اُنکی پیغمبری مشتبہ ہوگئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اُنکی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اُٹھتے ہیں اور اسقدر تواتر جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دُوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وُہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی جیساکہ جو چیزیں انسان کے نزدیک لائی جائیں اور آنکھوں کے قریب کی جائیں تو انسان کی آنکھ اُن کے پہچاننے میں غلطی نہیں کھاتی۔ اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ یہ فلاں چیز ہے اور اس مقدار کی ہے اور وہ حکم صحیح ہوتا ہے اور ایسی رؤیت کی شہادت کو عدالتیں قبول کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی چیز قریب نہ لائی جائے اور مثلاً نصف میل یا پاؤ میل سے کسی انسان کو پُوچھا جائے کہ وہ سفید شے کیا چیز ہے تو ممکن ہے کہ ایک سفید کپڑے والے انسان کو ایک سفید گھوڑا خیال کرے یا ایک سفید گھوڑے کو انسان سمجھ لے۔ پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو اُنکے دعویٰ کے متعلق اور اُنکی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دِکھایا جاتا ہے اور اُس میں اسقدر تواتر ہوتا ہے، جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔ لیکن بعض جُزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے اُن کو نظرِ کشفی دُور سے دیکھتی ہے اور اُن میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اِسلئے کبھی اُنکی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وُہ اسی رنگ میں کھائے تھے۔ مگر نبوت کے دعوے میں اُنہوں نے دھوکا نہیں کھایا۔

صفحہ ۲۶۷

کیونکہ وہ حقیقت نبوۃ قریب سے اُن کو دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ بھی ایک دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ متناقض حدیثوں کو ہر ایک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یہی دھوکا اُنکے بزرگ مولوی محمد حسین صاحب کو لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک مقام میں جب حیات ممات حضرت عیسیٰ کے متعلق کوئی ذکر آوے تو جھٹ حدیثوں کا ایک ڈھیر پیش کر دیتے ہیں کہ دیکھو صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ سُنن ابن ماجہ۔ سُنن ابی داؤد۔ سُنن نسائی۔ مسند امام احمد۔ طبرانی۔ معجم کبیر۔ نعیم ابن حماد۔ مستدرک حاکم۔ صحیح ابن خزیمہ۔ نوادر الاصول ترمذی۔ ابو داؤد طیالسی۔ احمد۔ مسند الفردوس۔ ابن عساکر کتاب الوفا ابن جوزی۔ شرح السنۃ بغوی۔ ابن جریر۔ بیہقی۔ اخبار المہدی۔ مسند ابی یعلے وغیرہ کتب حدیث۔ ان میں یہی لکھا ہے کہ عیسیٰ نازل ہو گا گو بیت المقدس میں یا دمشق میں یا افیق میں یا مُسلمانوں کے لشکر میں۔ اس کا کوئی فیصلہ نہیں اور یہ ہوا ہے جو آجکل پیش کیا جاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض ان کتابوں میں سے ایسی نایاب ہیں کہ ان حضرات کے باپ نے بھی نہیں دیکھی ہونگی مگر انکے نام سُنا دیتے ہیں تا کم سے کم یہی سمجھا جائے کہ بڑے مولوی صاحب ہیں جو اتنی کتابیں جانتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ خیانت پیشہ ہیں ہم تو اب یہود کا نام لینے سے بھی شرمندہ ہیں کیونکہ اسلام میں ہی ایسے یہودی موجود ہیں۔

ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب نے سرکار انگریزی کو مہدی کے بارے میں ایک کتاب پیش کر کے خوش کر دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی اور زمین کا انعام بھی پایا ہے معلوم نہیں کس صلہ میں۔ مگر خدمت تو یہی ہے کہ مہدی کے وجود پر قلم نسخ پھیر دیا ہے۔ اب بتلاؤ آسمان سے مسیح کس کے لشکر میں اُترے گا جبکہ مہدی ندارد ہے۔ اسقدر کتابیں جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے وہ تو اسی غرض سے پیش کی جاتی ہیں کہ مہدی کی مدد کیلئے مسیح آئیگا۔ اب جب مہدی کا ہی وجود نہیں تو کیوں آئے گا۔ خلیفہ تو قریش میں سے ہونا چاہیئے سو وہ تو نہ رہا۔

دیکھو ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں ہیں انکی دو ٹانگیں تھیں ایک ٹانگ مہدی والی سو وُہ مولوی محمد حسین صاحب نے توڑ دی۔ اب دُوسری ٹانگ مسیح کے آسمان سے اُترنے کی ہم توڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ دو جُزوں میں سے جب ایک جُز باطل ہو جائے تو وُہ اِس بات کی مستلزم ہوئی کہ دُوسرا جُز بھی باطل ہے۔ عیسیٰ کیلئے تو خلافت مسلّم نہیں کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں۔ اور مہدی کا تو خود مولوی صاحب نے خاتمہ کر دیا۔ تو پھر عیسیٰ کو دوبارہ زمین پر آنے کی کیوں تکلیف دی جائے۔ اُن کو دو ہزار برس سے بیکار رہنے کی عادت ہے اور طبیعت آرام طلب۔ اب خواہ مخواہ پھر تکلیف دینا نامناسب ہے۔

علاوہ اسکے ان حدیثوں کے درمیان اسقدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دُوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جائیگی پس اِس سے قرآن شریف کے بیّنات کو چھوڑنا اور ایسی متناقض حدیثوں کیلئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے نہ عقلمند کا۔

پھر یہ بھی سوچو کہ اگر قرآن کے مخالف ہو کر حدیثیں کچھ چیز ہیں تو نماز کی حدیثوں کو تو سب سے زیادہ وقعت ہونی چاہیئے تھی اور تواتر کے رنگ میں وُہ ہونی چاہیئے تھیں مگر وہ بھی آپ لوگوں کے تنازع اور تفرقہ سے خالی نہیں ہیں۔ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں اور رفع یدین اور عدم رفع اور فاتحہ خلف امام اور آمین بالجہر وغیرہ کے جھگڑے بھی اب تک ختم ہونے میں نہیں آئے اور بعض بعض کی حدیثوں کو رد کر رہے ہیں۔ اگر ایک وہابی حنفیوں کی مسجد میں جاکر رفع یدین کرے اور امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے اور سینہ پر ہاتھ باندھے اور آمین بالجہر کرے تو گو اِس عمل کی تائید میں چار سو صحیح حدیث سنائے تب بھی وُہ ضرور مار کھا کر آئے گا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا سے ہی حدیثوں کو بہت عظمت نہیں دی گئی اور امام اعظم جو امام بخاری سے پہلے گذر چکے ہیں بخاری کی حدیثوں کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اُنکا زمانہ اقرب تھا۔ چاہیئے تھا کہ وہ حدیثیں اُن کو پہنچتیں۔ اِس لئے مناسب ہے کہ حدیث کیلئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ ایمان ہاتھ سے جائے گا۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ

الْحَقِّ شَيْئًا[1]۔ پھر اگر حَکَم کا فیصلہ بھی نہ مانا جائے تو پھر وُہ حَکَم کس چیز کا۔
ماسوا اِسکے اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظنّ کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے۔ اور ظنّ وُہ ہے جسکے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ پھر ایمان کی بنیاد محض ظنّ پر رکھنا اور خدا کے قطعی یقینی کلام کو پس پشت ڈال دینا کونسی عقلمندی اور ایمانداری ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام حدیثوں کو ردّی کی طرح پھینکدو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اُن میں سے وُہ قبول کرو جو قرآن کے منافی اور معارض نہ ہوں تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عیسیٰ کی عمر دو ہزار برس یا تین ہزار برس ہوگی۔ بلکہ ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی عمر لکھی ہے۔ اب بتلاؤ کیا ایک سو بیس برس اب تک ختم ہوئے یا نہیں۔ کسی حدیث مرفوع متصل میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ چھت پھاڑ کر آسمان پر چڑھ گئے تھے اور لعنتی بنانے کے لئے اُن کی جگہ کوئی حواری یا کوئی دشمن مقرر کیا گیا تھا۔ اگر حواری تھا تو بوجہ صلیب توریت کی رُو سے ایک ایماندار کو ملعون بنایا گیا کیا یہ فعل شنیع خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی اور یہودی تھا تو وہ صلیب کے وقت چپ کیوں رہا۔ اور کیا اُسکی بیوی اور دُوسرے رشتہ دار مر گئے تھے اور کیا وُہ گونگا تھا۔ جو اپنی بریت کے لئے تسلّی نہ کر سکا۔
ماسوا اِسکے مولوی محمد حسین صاحب جو موحدین کے ایڈوکیٹ کہلاتے ہیں اپنے اشاعۃ السنّہ میں جس میں اُنہوں نے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو بذریعہ کشف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے وُہ محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہو سکتے بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ اپنے کشف کے رُو سے انکو موضوع قرار دیتے ہیں اور بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک موضوع ہیں وُہ اُنکی نسبت اپنے کشف کی شہادت سے صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ پس جبکہ یہ بات ہے تو پھر وُہ جو مسیح موعود اور حَکَم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیوں مولوی صاحب اسپر اس قدر ناراض ہیں کہ اُس کا کشف دُوسروں کے کشف کے برابر بھی نہیں مانتے حالانکہ وُہ قرآن کے مطابق ہے۔

[1] یونس: ۳۷

جب قرآن اور کشف کا تظاہر ہو گیا بلکہ بعض حدیثوں نے بھی اسکی تائید کی تو پھر تو اس کے قول کو قبول کرنا چاہیئے ورنہ مسیح موعود کا نام حَکَم رکھنا کیا فائدہ۔

بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اُترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کرینگے اور اُسکے مُنہ پر طمانچہ مارینگے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں حضرات آپکے وجود پر یہی اُمید ہے۔ مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ **حَکَم** کا لفظ جو **مسیح موعود** کی نسبت **صحیح بخاری** میں آیا ہے اُسکے ذرہ معنی تو کریں ہم تو ابتک یہی سمجھتے تھے کہ حَکَم اُسکو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کیلئے اُس کا حکم قبول کیا جائے اور اُس کا فیصلہ گو وُہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے جو شخص خدا کی طرف سے آئیگا وہ آپکے طمانچے کھانے کو تو نہیں آئیگا خدا تعالیٰ اُس کیلئے خود راہ نکال دیگا۔ جس شخص کو خدا نے کشف اور الہام عطا کیا اور بڑے بڑے نشان اُسکے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور قرآن کے مطابق ایک راہ اُسکو دکھلا دی تو پھر وُہ بعض ظنّی حدیثوں کیلئے اس روشن اور یقینی راہ کو کیوں چھوڑیگا اور کیا اُسپر واجب نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے اُسکو دیا ہے اُسپر عمل کرے۔ اور اگر خدا کی پاک وحی سے حدیثوں کا کوئی مضمون مخالف پائے اور اپنی وحی کو قرآن سے مطابق پائے اور بعض حدیثوں کو بھی اُسکی مؤیّد دیکھے تو ایسی حدیثوں کو چھوڑ دے اور اُن حدیثوں کو قبول کرے جو قرآن کے مطابق ہیں اور اُسکی وحی کے مخالف نہیں۔

ص۳۰

مجھے حیرت ہے کہ ایڈوکیٹ صاحب کس قسم کی طبیعت رکھتے ہیں کہ یہ تو آپ مانتے ہیں کہ پہلے اولیاء ایسے گذرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے صحیح حدیث کو غلط ٹھیراتے اور غلط کو صحیح ٹھیراتے تھے مگر آپ کو شرم آتی ہے کہ یہ مرتبہ مسیح موعود کو بھی جو حَکَم ہے عنایت کریں اور تعجب کہ آپکے پیرو کس قسم کے ہیں کہ اُنکو یہ نہیں پوچھتے کہ دوسرے اولیاء کے تو یہ اختیارات ہیں پھر حَکَم کو ان اختلافات کی وجہ سے کیوں کافر ٹھیراتے ہو اور کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ گئے یاد نہ رہا کہ

اشاعۃ السنّہ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کوئی قائمی انکار نہیں سن سکتا۔ آپ تو اقرار کرچکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے اُن کیلئے ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ محدّثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدّثین نے تو مُردوں سے روایت کی ہے اور اہل کشف زندہ حیّ وقیوم سے سُنتے ہیں۔ پس آپکا اُس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام حکم رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتبہ اُسکو حاصل نہیں جو آپ دُوسروں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپکو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وُہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے۔ اور ہم اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وُہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دُوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دُنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جابجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جابجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔ ﴿۱۳۱﴾

مَیں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ مونگیر میں فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال اُنہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دار قطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ ۱۳ تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کیلئے اپنی سُنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

ہیں۔ اور ایسا ہی شمس کیلئے تین دن مقرر ہیں اور حدیث میں صریح ذکر ہے کہ اُس زمانہ میں جب مہدی پیدا ہوگا۔ قمر کا خسوف اُسکی پہلی رات میں ہوگا جو قانون قدرت میں اُسکے خسوف کے لئے مقرر ہے۔ اور سُورج کا خسوف اُسکے بیچ کے دن میں ہوگا جو اُس کے خسوف کیلئے سُنّت اللہ میں مقرر ہے۔ اِس سیدھے معنے کو چھوڑنا اور دوسری طرف بہکے پھرنا اگر بدبختی نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ اِسکے عرب کے نزدیک وہ رات جس میں ہلال کو قمر کہا جاتا ہے کوئی مخصوص رات نہیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک رات ہلال رہتا ہے۔ دُوسری رات قمر شروع ہو جاتا ہے۔ بعض تیسری رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سات رات تک ہلال ہی ہے۔ پس اِس صُورت میں پیشگوئی کے ظہور کے لئے کوئی خاص رات معیّن نہیں رہتی۔

اور یہ کہنا کہ سُنّت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دُوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اِس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دُوسرا شریک نہ ہو۔ ص۳۲

پس حدیث میں یہ علامت بیان کیگئی ہے کہ جب وہ سچّا مہدی دعویٰ کریگا تو اُس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں منخسف ہوگا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہوگا اور کسی جھوٹے

مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا ہے تو اس کو پیش کرو۔ ورنہ جبکہ یہ صورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سنت اللہ کے برخلاف کوئی اور معنے کئے جائیں۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وہ متحقق ہو گئی۔ اگر متحقق نہیں تو اس واقعہ کی صفحۂ تاریخ میں کوئی نظیر تو پیش کرو۔ اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔

اُردو نظم

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں آتا ہے مرے سو سو اُبال

آنکھ تو ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

دل ہوا جاتا ہے ہردم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غافلو اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چُپ رہے کب تک خداوند غیور

اِس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مردِ مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

ایک اور بات رہ گئی جس کا بیان کرنا لازم ہے اور وہ یہ کہ مُدّ کے مباحثہ میں جب ہمارے مخلص دوست سید محمد سرور شاہ صاحب نے اعجاز المسیح کو جو میری عربی کتاب ہے بطور نشان کے پیش کیا کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اسکی نظیر پر مخالف قادر نہیں ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا حوالہ دیکر کہا کہ انہوں نے اعجاز المسیح کی غلطیوں کے بارے میں ایک لمبی فہرست تیار کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تیار کی ہوگی۔ مگر وہ ایسی ہی فہرست ہوگی جیسا کہ پہلے مولوی صاحب موصوف نے میرے ایک فقرے پر اعتراض کیا تھا۔ کہ عجب کا لام صلہ نہیں آتا۔ اور اسپر بہت زور دیا تھا۔ اور جب انکو کئی قدیم استادوں اور جاہلیت کے شاعروں کے شعر بلکہ بعض حدیثیں دکھلائی گئیں جن میں لام صلہ آیا تھا۔ تو پھر مولوی صاحب چاہ ندامت میں ایسے غرق ہوگئے کہ کوئی انکا ادیب رفیق بھی اس کنوئیں سے انکو نکال نہ سکا۔ یہ انہیں دنوں کی بات ہے جب مولوی صاحب کی ذلّت کے لئے پیشگوئی کی گئی تھی اور اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ وہ پیشگوئی دو طور سے پوری ہوئی۔

اوّل یہ کہ مولوی صاحب کی منافقانہ عادت ثابت ہوگئی کہ گورنمنٹ کو تو یہ تسلی دیتے ہیں کہ مہدی کچھ چیز نہیں تمام حدیثیں مجروح ہیں قابلِ اعتبار نہیں کیسا مہدی اور کیسا وہ مسیح جو آسمان سے اُسکی مدد کیلئے آئیگا۔ سب باتیں بے اصل ہیں اور ان باتوں کو پیش کر کے بڑے انعام کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اور اگر وہ دِل سے ایسے مہدی اور ایسے مجاہد عیسٰی کا انکار کرتے تو ہم بھی اُنپر بہت خوش ہوتے کیونکہ سچ بولنے والا عزت کے لائق ہوتا ہے اور اس صورت میں اگر گورنمنٹ نہ صرف لائلپور میں کچھ زمین بلکہ بٹالہ اسکو جاگیر میں دیدیتی تو بھی انکا حق تھا۔ لیکن ہم اسپر راضی نہیں ہیں اور ہرگز نہیں ہوسکتے کہ ایک شخص محض نفاق کے طور پر گورنمنٹ کے آگے مہدی کی ضعیف اور مجروح حدیثوں کی ایک فہرست پیش کر کے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ مسلمان ایسے مہدی اور ایسے عیسٰی کے منتظر نہیں ہیں جو عیسائیوں کے ساتھ لڑیگا۔ اور یہ یقین دلاتا ہے کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ کوئی ایسا مہدی نہیں

آئیگا جو خونریزی سے قیامت برپا کردے گا۔ اور نہ ایسا کوئی مسیح جو آسمان سے اُتر کر اُس کا ہاتھ بٹائیگا۔ اور پھر پوشیدہ طور پر اپنی قوم کو یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی سے انکار کرنا کفر ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ ان کارروائیوں سے اُس کی عزت میں کچھ فرق نہیں آیا اور نہ اُس کے پیرووں کی کچھ عزت بگڑی۔

۳۴

غرض یہی ذلت تھی جو مولوی محمد حسین صاحب کے نصیب ہوئی جس میں جعفر زٹلی وغیرہ اُنکے پیرو حصہ دار ہیں چاہیے بیحیائی سے محسوس کریں یا نہ کریں۔ اور دوسری ذلت علمی رنگ میں اُنکو نصیب ہوئی کہ ناحق لوگوں میں شور مچایا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا بڑی غلطی کی ہے۔ لیکن مولوی ثناءاللہ کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیا ذلتیں ہیں کوئی اور ذلت ہونی چاہیئے تھی۔ اور کہتے ہیں کہ اُنکو تو زمین مل گئی حالانکہ یہی زمین تو اُنکی ذلت کی گواہ ہے اور دورنگی پر شاہد ناطق۔ جب تک وہ زمین اُنکے ہاتھ میں ہے یہ دورنگی بھی اُس زمین کا ایک پھل متصوّر ہوگا۔ یا یُوں سمجھو کہ زمین اُس کا پھل ہے اور تم تحقیق کرلو کہ یہ تمام کامیابی ایک منافقانہ کارروائی کا نتیجہ ہے ان لوگوں کے مخفی اعتقاد اگر دیکھنے ہوں تو صدیق حسن کی کتابیں دیکھنی چاہئیں جن میں وہ نعوذ باللہ ملکہ معظمہ کو بھی مہدی کے سامنے پیش کرتا ہے اور نہایت بُرے اور گستاخی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے جنکو ہم کسی طرح اِسجگہ نقل نہیں کرسکتے جو چاہے ان کتابوں کو دیکھ لے یہ وُہی صدیق حسن ہے جس کو محمد حسین نے مجدد بنایا ہوا تھا۔ بھلا کیونکر اور کس طور سے اپنے مجدد کی رائے سے اُنکی رائے الگ ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹا دیا جائے اور ایسے خونریز مہدی اور خونریز مسیح سے انکار کیا جائے۔ لیکن کاش اگر دل کی سچائی سے مولوی محمد حسین صاحب یہ باتیں گورنمنٹ کے سامنے پیش کرتے تو بلاشبہ ہماری نظر میں بھی قابلِ تحسین ٹھہرتے۔ مگر اب اُن کی متناقض کتابیں جو گورنمنٹ کے سامنے

کچھ بیان ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اندرون حجرے کچھ بیان یہ ان کے منافقانہ طریق کو ثابت کر رہی ہیں اور منافق خدا کے نزدیک بھی ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق کے نزدیک بھی۔ یہ لوگ درحقیقت مشکلات میں ہیں انکے تو کئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح کے برخلاف ہیں۔ اب اگر منافقانہ طریق اختیار نہ کریں تو کیا کریں۔

غرض مولوی محمد حسین صاحب کی عربی دانی کے ہم آج سے قائل نہیں بلکہ اُسی وقت سے ہم قائل ہیں جب اُنہوں نے فرمایا تھا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا ایسے متبحر فاضل نے اگر اعجاز المسیح کی غلطیوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی ہو تو ہمیں اس سے کب انکار ہے ضرور تیار کی ہوگی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوگا کہ پہلا نشانہ عربی کے مقابلہ کا یہی فاضل صاحب ہیں جن کو میں نے لکھا تھا کہ فی غلطی ہم آپکو پانچ روپیہ انعام دے سکتے ہیں بشرطیکہ اوّل آپ اپنا عربی دان ہونا ثابت کر دیں اور وہ اس طرح پر کہ میرے زانو بزانو بیٹھ کر کسی آیت کی تفسیر ایک جز و یا دو جز و تک عربی فصیح میں لکھیں پھر بعد اسکے آپکی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ غلطی نکالنا اُس شخص کا حق ہے جو اوّل لیاقت اپنی ثابت کرے ورنہ صرف بکواس ہے۔ اگر مثلاً کوئی شخص فن عمارت سے جاہل محض ہو اور یہ کہتا پھرے کہ اس ملک کے معمار اپنے کام میں غلطی کرتے ہیں تو کیا وہ اس لائق نہیں ہوگا کہ اُسکو کہا جائے کہ اے نادان تُو تو ایک اینٹ بھی موزون طور پر لگا نہیں سکتا تو ان معماروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے جن کے ہاتھ سے بہت سی عمارتیں طیار موجود ہیں۔

اب یاد رہے کہ اگرچہ مَیں اب تک عربی میں ستّرہ کے قریب بے مثل کتابیں شائع کر چکا ہوں جن کے مقابل میں اس دس برس کے عرصہ میں ایک کتاب بھی مخالفوں نے شائع نہیں کی مگر آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ وہ کتابیں صرف عربی فصیح بلیغ میں ہی نہیں بلکہ ان میں بہت سے قرآنی حقائق معارف ہیں اسلئے ممکن ہے کہ وہ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم حقائق معارف سے ناآشنا ہیں اگر صرف عربی فصیح میں نظم ہوتی جیسے عام قصائد ہوتے ہیں تو ہم بلاشبہ اسکی نظیر بنا سکتے

اور نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ ستّر دن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے اور اگر وہ یہ حجّت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مہلت ملے تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے انکو ستّر دن کا ثبوت دے سکیں۔ ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ قصیدہ بنانے کیلئے روح القدس سے مجھے تائید فرمائے جس میں مباحثہ مُدّ کا ذکر ہو۔ تا اس بات کے سمجھنے کیلئے دقّت نہ ہو کہ وہ قصیدہ کتنے دن میں طیار کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے دُعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں۔ اور وہ دُعا میری منظور ہوگئی اور رُوح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی مَیں نے ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ کاش اگر چھپنے میں کسی قدر دیر* نہ لگتی تو ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء تک وہ قصیدہ شائع ہو سکتا تھا۔

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ ان کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو معہ اس اُردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے مَیں اس نشان کو **دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ** اور اُس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنے پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اسی قدر اُردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو میں بلا توقف

۳۶

* دیر کا ایک یہ بھی باعث ہوا کہ مجھے منصف صاحب کی عدالت میں تاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء کو بٹالہ جانا پڑا اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔ منہ

دس ہزار روپیہ انکو دیدونگا۔ چھپوانے کیلئے ایک ہفتہ کی انکو اور مہلت دیتا ہوں یہ کل بارہ[۱۲] دن ہیں اور دو[۲] دن ڈاک کیلئے بھی انکا حق ہے۔ پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چودہ دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو میں دس ہزار روپیہ انکو انعام دیدونگا۔ انکو اختیار ہوگا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں۔ اور نیز اس وجہ سے بھی انکو کوشش کرنی چاہیئے کہ میرے ایک اشتہار میں پیشگوئی کے طور پر خبر دیگئی ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا۔ اور گو وہ نشان اور صورتوں میں بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اس اُردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُنکے ذریعہ سے پورا ہو جائیگا۔ سو انہیں لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہیں* تو مقابلہ کر کے اس نشان کو کسی طرح روک دیں۔ اور دیکھو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اکیلے یا دُوسروں کی مدد سے میعاد معیّنہ کے اندر میرے قصیدہ اور اُردو عبارت کے مطابق اور انکی تعداد کے مطابق قصیدہ چھپوا کر شائع کرینگے اور تاریخ وصولی سے بارہ دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیجدینگے تو صرف میں یہی نہیں کرونگا کہ دس ہزار روپیہ اُنکو انعام دُونگا بلکہ اس غلبہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔ اِس صورت میں

* چونکہ گالیاں اور تکذیب انتہا تک پہنچ گئی ہے - جن کے کاغذات میرے پاس ایک بڑے تھیلہ میں محفوظ ہیں اور یہ لوگ اپنے اشتہارات میں بار بار گذشتہ نشانوں کی تکذیب کرتے اور آئندہ نشان مانگتے ہیں اسلئے ہم یہ نشان انکو دیتے ہیں ایسا ہی عیسائیوں نے بھی مجھے مخاطب کر کے بار بار لکھا ہے کہ انجیل میں ہے کہ جھوٹے مسیح آئیں گے۔ اور اس طرح پر انہوں نے مجھے جھوٹا مسیح قرار دیا ہے حالانکہ خود ان دنوں میں خاص لنڈن میں عیسائیوں میں سے جھوٹا مسیح پگٹ نام موجود ہے جو خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن آئندہ اگر کوئی مجھے جھوٹا قرار دینا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ میرے نشانوں کا مقابلہ کرے عیسائیوں میں بھی بہت سے مرتد مولوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر پادری صاحبان اس تکذیب میں سچے ہیں تو وہ ایسا قصیدہ اُن مولویوں سے پانچ دن تک بنوا کر دس ہزار روپیہ مجھ سے لیں اور مشن کے کاموں میں خرچ کریں مگر جو شخص تاریخ مقررہ کے بعد کچھ بکواس کریگا۔ یا کوئی تحریر دکھلائے گا۔ اُس کی تحریر کسی گندی نالی میں پھینکنے کے لائق ہوگی۔ منہ

مولوی ثناء اللہ صاحب اور اُنکے رفیقوں کو ناحق کے افتراؤں کی حاجت نہیں رہیگی اور مفت میں اُنکی فتح ہو جائیگی ورنہ اُنکا حق نہیں ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہیں یا میرے نشانوں کی تکذیب کریں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُنکے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اُردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دیگا اور اُنکے دلوں کو غبی کر دے گا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھولکر دیکھے کہ مباحثہ مُد کا اس میں ذکر ہے۔ پس اگر میں نے پہلے بنایا تھا تب تو اُنھیں ماننا چاہیئے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ بہر صورت یہ بھی ایک نشان ہوا۔ اِس لئے اب انکو کسی طرف فرار کی راہ نہیں اور آج وہ الہام پورا ہوا جو خدا نے فرمایا تھا۔

"قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے"

"کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے"

اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔ (۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کیلئے موت ہوگی (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مرینگے (۳) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُنکی رُوسیاہی ثابت ہو جائیگی۔

اور چونکہ ان دنوں میں مولوی محمد حسین نے سائیں مہر علی گولڑی کی علمیت کی اپنے اشاعة السنة میں بہت ہی تعریف کی ہے اور علی حائری صاحب شیعہ اپنی تعریف میں مشغول رہے ہیں اسلئے میں انکو بھی اِس مقابلہ کیلئے بلاتا ہوں۔ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں ان لوگوں کی زبان چالاک ہے لیکن اب میں دیکھونگا کہ خدا سے انکو کسقدر مدد مل سکتی ہے۔ میں نے ان لوگوں کی نسبت بھی اس قصیدہ میں کچھ لکھا ہے تا انکی غیرت کو حرکت دوں یہ ایک آخری فیصلہ ہے شیعہ حسین سے مدد لیں اور گولڑی صاحب کسی اپنے

ص۳۸

مُرشد سے اور مولوی ثناء اللہ اور اُنکے رفیق تو خود اپنے تئیں مولوی کہلاتے ہیں انہوں تک تو رنگا لیں۔
مَیں نے اِس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وُہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسٰی جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید مَنْ عَادَ اَولِیَائِی دست بدست اُسکو پکڑ لیتا ہے۔ پس مُبارک وُہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔ اور میری طرف سے صرف دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وُہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رُکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اُسکو چاہیئے کہ میعاد مقررہ میں اِس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کیلئے اور دُنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اُسپر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود اُنہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اِس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے اُنکو ڈرنا چاہیئے کہ خاموش رہکر ان لعنتوں کے نیچے کُچلے نہ جائیں اور وُہ لعنتیں یہ ہیں۔

۱ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۲ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۳ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۴ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۵ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۶ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۷ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۸ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۹ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ
۱۰ لعنت ـــــــــــــــــــــــــــ

وتلك عشرة كاملة

۳۹

اب میں اپنے خدائے قدیر و کریم و قدّوس و غیّور پر توکّل کرکے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے مؤیّد اور محسن سے مدد چاہتا ہوں اے میرے پیارے قادر اور دلوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دُنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اسکی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو اے میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اِس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین ثم آمین

اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

أیا ارض مُدٍّ※ قد دفاكِ✤ مُدمّرٗ　　وارداكِ ضلّیل و اغراكِ موغرٗ

اے مُدّ کی زمین ایک ہلاک شدہ نے تیری خستگی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔　　اور سخت گمراہ کرنیوالے نے تجھے مارا اور ایک غصہ دلانیوالے نے تجھ پر انگیختہ کیا

دعوتِ کذوبا مفسدا صیدیَ الذی　　کحوت غدیرٍ اخذہ لا یعسّرٗ

تو نے ایک جھوٹے مفسد۔ میرے شکار کو بُلا لیا۔　　جس کا پکڑنا ڈھاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں۔

وجاءكِ صحبی ناصحین کاخوۃ　　یقولون لا تبغوا ھوی و تصبّروا

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نصیحت کرتے تھے　　اور کہتے تھے کہ ہوا و ہوس کی طرف میل مت کرو اور صبر کرو

فظلّ اُساریٰ کم اساریٰ تعصّب　　یریدون من یعوی کذئب و یجأر

پس تم میں سے وہ لوگ جو تعصّب کے قیدی تھے۔　　انہوں نے چاہا کہ ایسا شخص تلاش کریں جو بھیڑئیے کی طرح چیخے اور فریب کرے

※ مُدّ عربی علم ہے عجمی نہیں مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔ منہ

✤ دفو کے معنی ہیں خستہ کو کشتہ کرنا۔ سو مُدّ کے لوگ اپنے اوہام کی وجہ سے پہلے ہی خستہ تھے ثناء اللہ نے جا کر اور جھوٹ بول کر انکو کشتہ کر دیا اور وہ خود مُدمّر تھا یعنے ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا۔ منہ

فجاءوا بذئب بعد جُهدٍ اذا بهم
پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیئے کو لائے

ونعني ثناء الله منه ونُظهِرُ
اور مراد ہماری اس سے ثناء اللہ ہے اور ہم ظاہر کرتے ہیں

فلمّا اتاهم سرّهم من تصلّفٍ
پس جب اُنکے پاس آیا تو لاف زنی سے اُنکو خوش کر دیا

وقال افرحوا انّی لکمیّ مظفّرُ
اور کہا تم خوش ہو جاؤ میں بہادر فتحیاب ہوں

وقال استروا امری وانّی اُرودهم
اور کہا کہ میرے انکی بات پوشیدہ رکھو کہ میں اُنکو تلاش کر رہا ہوں

اخاف علیهم ان یفرّوا ویُدبروا
اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ بھاگ نہ جائیں

منہ

وارضی اللئام اذا دنا من ارضهم
اور لوگوں کو خوش کیا جب انکی زمین سے نزدیک ہوا

علی النّار مشّاهم وقد کان یبطرُ
ان لوگوں کو آگ پر چلایا اور بہت خوش ہوا۔

تکلّم کالاجلاف من غیر فطنة
اُس نے کمینوں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا

ویاتیك بالاخبار من کان ینظر
اور دیکھنے والوں سے تو خود سن لے گا

وان کنت فی شكٍ فسل یا مکذّبی
اور اگر تجھے شک ہے

دهاقین مُدٍّ والحقیقة اظهر
تو مُدّ کے زمینداروں سے پوچھ لے

فلما التقی الجمعان للبحث والوغا
پس جب دونوں فریق بحث کیلئے جمع ہو گئے

ونودی بین النّاس والخلق احضروا
اور لوگوں میں منادی کرائی گئی اور لوگ حاضر ہو گئے

واوجس خیفة شرّه بعض رفقتی
اور پوشیدہ طور پر میرے بعض رفیقوں کے دلوں میں خوف ہوا

لما عرفوا من خبث قوم تنمّروا
کیونکہ قوم کی درندگی انہوں نے معلوم کر لی تھی

فانزل من ربّ السماء سکینة
پس میرے اصحاب پر آسمان سے تسلّی نازل کی گئی

علی صحبتی والله قد کان ینصر
اور خدا مدد کر رہا تھا

واعطاهم الرحمٰن من قوّة الوغی
اور خدا نے ان کو قوت لڑائی کی دے دی

وایّدهم روحٌ امین فابشروا
اور روح القدس نے ان کو مدد دی پس وہ خوش ہو گئے

وکان جدال یطرد القوم بالضحی
اور لوگ قریب آٹھ بجے کے بحث دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے

الی خطة اومی الیها المعشر
اُس تکیہ کی طرف جس کی طرف گروہ نے اشارہ کیا تھا

تخیّروا لهذا البحث ارضًا شجيرة ۔ الى الجانب الغربي والجند جمّروا

اور بحث کیلئے ایک زمین اختیار کی گئی جسمیں ایک درخت تھا[1] ۔ اور وہ جگہ گاؤں سے باہر غربی طرف تھی اور ہمارے دوست وہاں اکٹھے ہوگئے

فکان ثناء الله مقبول قومه ۔ ومنّا تصدّی للتخاصم سرور

اور ثناء اللہ اس کی قوم کی طرف سے مقبول تھا ۔ اور ہماری طرف سے مولوی سید محمد سرور شاہ پیش ہوئے

ص ۱۴۱

کأنّ مقام البحث کان کاجمةٍ ۔ به الذئب یعوی والغضنفر یزءر

گویا مقام بحث ایک ایسے بن کی طرح تھا ۔ جسمیں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا اور ایک طرف شیر غرّاتا تھا

وقام ثناء الله یُغوی جنوده ۔ ویُغری علی صحبی لئامًا ویهذر

اور کھڑا ہوا ثناء اللہ اپنی جماعت کو اغوا کر رہا تھا ۔ اور میرے دوستوں پر برانگیختہ کرتا تھا

وکان طوی کشحًا علی مستکنّةٍ ۔ وما راد نهج الحق بل کان یهجر

اور اُس نے کینہ کو اپنے دل میں ٹھان لیا ۔ اور حق جوئی نہ کی بلکہ بکواس کرتا رہا

سعی سعی فتّان لتکذیب دعوتی ۔ وکان یُدسّی ما تجلّی ویمکر

اُس نے فتنہ انگیز آدمی کیطرح میری دعوت کی تکذیب کی کوشش کی ۔ اور وہ حق پوشی کر رہا تھا اور مکر کر رہا تھا۔

واظهر مکرًا سوّلت نفسه له ۔ ولم یرض طول البحث فالقوم سُحّروا

اور ایک مکر اُس نے ظاہر کیا جو اُسکے دل میں پیدا ہوا ۔ اور لمبی بحث سے انکار کیا اور قوم اُسکے فریب میں آگئی

فشقّ علی صحبی طریقٌ اراده ۔ وقد ظنّ ان الحق یُخفٰی ویُستر

پس میرے دوستوں پر وہ طریق گراں گزرا جس کا اُس نے ارادہ کیا ۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ اس سے حق پوشیدہ رہ جائے گا

[1] اس میں سہو کتابت ہے اصل عبارت یوں ہوگی "جس میں کئی ایک درخت تھے" کاتب سے جب سہواً کئی کا لفظ چھوٹ گیا تو تصحیح عبارت کے لئے تھے کو تھا بنا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ بعض جگہ سہو کاتب سے غلطیاں رہ گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ "یہ کوئی غلطی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ ساتھ ہی ترجمہ ہے اگر کوئی لفظ عربی ہے اور نقطہ وغیرہ کی غلطی ہے تو نیچے ترجمہ اسکی صحت کرتا ہے۔ اور اگر ترجمہ میں کوئی غلطی صحت سے رہ گئی ہے تو پھر اصل عبارت عربی موجود ہے۔ اس سے صحت ہو جاتی ہے۔" (البدر ۶ ار نومبر ۱۹۰۲ء)

رؤا برج بہتان تشاد وتعمر
انہوں نے بہتان کا قلعہ دیکھا جو بنایا جاتا تھا۔

فقالوا لحاك الله کیف تزوّر
پس انہوں نے کہا خدا کی ملامت تجھ پر تو کیسا جھوٹ بول رہا ہے

اقلّ زمان البحث مقدار ساعة
کم سے کم بحث کا زمانہ ایک ساعت چاہیئے۔

فلم یقبل الحمقی وصحبی تنفروا
پس احمقوں نے قبول نہ کیا اور میرے دوست اس مقدار سے متنفر ہوئے

رضوا بعد تکرار وبحث بثلثها
وفی الصدر حزازٌ وفی القلب خنجرٌ

آخراس بات پر کسی قدر تکرار اور بحث کے بعد راضی ہو گئے کہ بیس منٹ تک بحث ہو۔ اور سینہ میں سوزش غضب تھی اور دل میں خنجر تھا۔

دفاهم عمایات الأناس وحمقهم
قوم کی جہالتوں نے اُن کو خستہ کر دیا۔

رؤا مُدّ قوم والمدی قد شهّروا
موضع مُدّ کو انہوں نے ایسی صورت میں دیکھا جو خنجریں نکالی ہوئی ہیں

فصاروا بمُدٍّ للرماح درية
پس میرے دست مُدّ میں نیزوں کے نشانے بن گئے

ویعلمها احمد علیٌّ المُدبّر
اور اس بات کو احمد علی جو میر مجلس تھا خُوب جانتا ہے

وکان ثناء الله فی کل ساعة
اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی

یُأجّج نیران الفساد ویسعر
فساد کی آگ بھڑکا رہا تھا۔

اری منطقا ما ینبح الکلب مثله
ایسی باتیں کیں کہ ایک کُتّا اس طرح آواز نہیں نکالے گا۔

وفی قلبه کان الهوی یتزخرُ
اور اُس کے دل میں ہوا و ہوس جوش مار رہی تھی۔

وان لسان المرء ما لم یکن له
اور انسان کی زبان جب تک اس کے ساتھ

أصاةٌ علی عوراته هو مشعرُ
عقل نہ ہو اُس کے پوشیدہ عیبوں پر ایک دلیل ہے

یکلّم حتی یعلم الناس کلهم
ایسا انسان کلام کرتا ہے یہاں تک کہ سب لوگ جان لیتے ہیں

جهول فلا یدری ولا یتبصّرُ
کہ یہ جاہل آدمی ہے نہ عقل ہے نہ بصیرت۔

ولولا ثناء الله ما زال جاهل
اور اگر ثناء اللہ نہ ہوتا تو ایک جاہل

یشك ولا یدری مقامی ویحصرُ
میرے بارے میں شک کرتا اور مجھے سوالوں سے تنگ کرتا

فهذا علینا مِنّةٌ من ابی الوفا
پس یہ مولوی ثناء اللہ کا ہم پر احسان ہے۔

اری کل محجوب ضیائی فنشکر
کہ ہر ایک غافل کو ہماری روشنی سے اطلاع دی سو ہم اُس کا شکر کرتے ہیں

۴۲

ارى الموت يعتام المكفّر بعده
اب کافر کہنے والا گویا مر جائیگا۔

بما ظهرت آي السماء وتظهر
کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا۔

ولما اعتدى الامرتسري بمكائد
اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا

واغرى على صحبى لئامًا وكفّروا
اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برانگیختہ کیا۔

فقالوا ليوسف ما نرى الخير ههنا
ولكنه من قومه كان يحذر

پس اُنہوں نے منشی محمد یوسف کو کہا کہ اس قسم کی بحث اور میں مُنت مقرر کرنے میں ہمیں خیر نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا۔

هناك دعوا ربّا كريما مؤيّدا
تب اُنہوں نے خدا کی جناب میں دُعائیں کیں۔

وقالوا حللنا ارض رُجز فنصبر
اور کہا کہ ہم پلید زمین میں داخل ہوگئے پس ہم صبر کرتے ہیں

فما برحوها والرماح تنوشهم
پس وہ اس زمین سے الگ نہ ہوئے اور نیزے انکو خستہ کررہے تھے

ولا طعن رمح مثل طعن يكرّر
اور کوئی نیزہ اس طعنہ کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے

۴۲ وقام ثناء الله فى القوم واعظا
اور ثناء اللہ نے قوم میں وعظ کیا۔

فصاروا بوعظ الغول قومًا تنمّروا
پس ایک غول کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

وذكّرهم صحبى مكافات كفرهم
اور میرے دوستوں نے پاداش انکار یاد دلایا۔

وهل ينفعن اهل الهوى ما يُذكّر
مگر بھلا ہوا پرستوں کو کوئی وعظ فائدہ دے سکتا ہے

تجنّى علىّ ابوالوفاء ابن الهوى
ثناء اللہ نے میرے پر نکتہ چینی شروع کی جو ہوا و ہوس کا بیٹا تھا

ليبعد حُمْق من جنايَ ويُزجر
تا احمقوں کو میرے پھل سے محروم رکھے۔

وخاطب من وافاه فى امر دعوتى
اور ہر ایک جو اسکے پاس آیا اسکو اس نے مخاطب کیا

وقال يمين الله مكر تخيّروا
اور کہا کہ خدا کی قسم یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا گیا۔

واقسم بالله الغيور مكذبا
اور اُس نے خدائے غیور کی قسم کھائی۔

فيا عجبا من مفسد كيف يجسُرُ
پس تعجب ہے مفسد سے کیسی دلیری کر رہا ہے۔

فطائفة قد كفّرونى بوعظه
پس ایک گروہ نے اُسکے وعظ سے مجھے کافر ٹھیرایا

وطائفة قالوا كذوب يزوّر
اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کر رہا ہے

وما مسّه نور من العلم والهدیٰ
حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں

فیا عجبا من بقّةٍ یستنسر
پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کرگس بننا چاہتا ہے۔

فلمّا اعتدیٰ واحسّ صحبی انه
پس جب وہ حد سے بڑھ گیا اور میرے دوستوں نے معلوم کیا

یصرّ علی تکذیبه لا یقصّر
کہ وہ تکذیب پر اصرار کر رہا ہے اور باز نہیں آتا۔

دعوه لیبتهلن لموت مزوّرٍ*
اُسکو بلایا کہ جھوٹے کی موت کے لئے خدا کی جناب میں تضرع کرے

مضلٍّ فلم یسکت ولم یتحسر
وہ جھوٹا جو گمراہ کرتا ہے پس ثناء اللہ اپنے شور سے چپ نہ ہوا اور نہ تھکا

وکذّب اعجاز المسیح وآیه
وغلّطه کذبا وکان یزوّر
اور کتاب اعجاز المسیح جو میری کتاب ہے اس کی اُس نے تکذیب کی اور اسکے نشان فصاحت کی تکذیب کی اور جھوٹ کی راہ سے اُسکو غلط ٹھیرایا اور جھوٹ بولا

وقیل لاملأ الکتاب کمثله
پس اس کو کہا گیا کہ اعجاز المسیح کی طرح کوئی کتاب لکھ

فقال کاهل العجب انی ساسطر
پس اُس نے خود نمائی سے کہا کہ میں لکھوں گا۔

وانکر آیاتی وانکر دعوتی
اور میرے نشانوں سے انکار کیا اور میری دعوت سے انکار کیا

وانکر الهامی وقال مزوّر
اور میرے الہام سے انکار کیا اور کہا کہ ایک جھوٹا آدمی ہے۔

وکذّبنی بالبخل من کل صورة
اور اُس نے ہر ایک صورت سے مجھے کاذب ٹھیرایا۔

وخطّأنی فی کل وعظ اذکّر
اور ہر ایک وعظ میں جو میں نے کیا مجھے خطا کیطرف منسوب کیا

فأُفردتُ افراد الحسین بکربلا
پس اُس جگہ میں اکیلا رہ گیا جیسا کہ حسینؓ کربلا میں

وفی الحیّ صرنا مثل من کان یُقبر
اور اس قوم میں ہم ایسے ہوگئے جیسا کہ مُردہ دفن کیا جاتا ہے

تصدّی لانکاری وانکار آیتی
میرے انکار اور میرے نشانوں کے انکار کیلئے پیش آیا

وکان لحقدٍ کالعقارب یابر
اور وہ کینہ سے کژدم کی طرح نیش زنی کرتا تھا۔

* ایسا اُس وقت کہا جب ثناء اللہ کو تکذیب میں انتہا تک دیکھا۔ اور ایسی لاف زنی کرتے اُس کو مشاہدہ بھی کر لیا۔ منہ

هذا الشعر من روح الله تعالیٰ جلّ شانہٗ

فقد سَرّنی فی هذه الصُور صُورة
پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا

فألّفت هذا النظم اعنی قصیدتی
پس میں نے یہ نظم یعنی یہ قصیدہ اپنا تالیف کیا۔

وهذا علی اصراره فی سواله
اور یہ قصیدہ اس کے اصرار مقابلہ پر بنایا گیا ہے۔

ولیس علینا فی الجواب جریمة
اور اس جواب میں ہم پر کوئی گناہ نہیں۔

فان اك كذابا فیأتی بمثلها
پس اگر میں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنا لائے گا۔

وهذا اقضاء الله بینی وبینهم
اور یہ خدا کا فیصلہ ہے ہم میں اور اُن میں۔

قطعنا بهذا دابر القوم كلهم
ہم نے اس نشان سے سب کا فیصلہ کر دیا ہے۔

۴۳ اری ارض مُدّ قد ارید تبارها
میں مُدّ کی زمین دیکھتا ہوں کہ اُسکی تباہی نزدیک آگئی۔

ایا مُحسنی بالحمق والجهل الرّغا
اے میرے محسن اپنے حمق اور جہالت اُونٹ کی طرح بولنے سے

اتشتم بَعد العون والمنّ والنّدی
کیا تو مدد اور احسان اور بخشش کے بعد گالیاں دے گا

تری کیف اغبرت السماء بآیها
تو دیکھتا ہے کہ کس طرح آسمان نشانوں کی سخت بارش کرنے لگا

لیدفع ربی كلما كان یحشر
تا میرا خدا اس طوفان کو دُور کر دے جو اُس نے اٹھایا ہے

لیُخزِیَ ربّی كل من كان یهذر
تا میرا خدا اُن لوگوں کو رسوا کرے جو بکواس کرتے ہیں

فكیف بهذا الشُغل أُغضی وانهر
پس میں باوجود استقدر سوال کے کیونکر چشم پوشی کروں اور کیونکر سائل کو جھڑک دوں

فنُهدی له كالاكل ما كان یبذر
اور ہم اُسکو ہدیہ کے طور پر اس چیز کا پھل دیتے ہیں جو اُس نے بویا تھا

وان اك من ربی فیُغشی ویُثبر
اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں پس اُس کی سمجھ پر پردہ ڈالا جائیگا اور ہلاک کیا جائیگا

لیظهر آیته وما كان یخبر
تا اپنے نشانوں کو ظاہر کرے اور اُس نشان کو ظاہر کرے جو پہلے سے خبر دے رہا تھا

وغادرهم ربّی كغصن تُجذّر
اور میرے رب نے اُنکو اُن شاخوں کی طرح کر دیا جو کاٹ دی جاتی ہیں۔

وغادرهم ربی كغصن تُجذّر
اور میرے رب نے اُن کو کٹی ٹہنی کی طرح کر دیا۔

رُویدك لا تبطل صَنیعك واحذر
باز آجا اور اپنے احسان کو باطل نہ کر۔

اتنسی ندی مُدّ وما كنت تنصر
کیا تُو اُس بخشش کو بھلا دیگا جو مُد کے مقام میں تُو نے کی اور بخشش کی

اذا القوم آذونی وعابوا وغبّروا
جب قوم نے مجھے دُکھ دیا اور عیب نکالے اور گرد اُٹھائی۔

فلا تتخيّر سبل غيّ وشقوةٍ
اور گمراہی اور شقاوت کی راہ اختیار مت کر۔

ولا تبخلن بعد النوال وفكّر
اور عطا کے بعد بخل مت کر اور سوچ لے

ولا تاكلوا لحمي بسبٍّ وغيبةٍ
اور گالی اور غیبت کے ساتھ میرا گوشت مت کھاؤ

ولحمي بوجه الحِبّ سمٌّ مدمّر
اور اُس دوست کے مُنہ کی قسم کہ میرا گوشت زہر ہلاک کرنیوالا ہے

باجنحة الاشواق جئنا فناءكم
ہم شوق کے بازوؤں کے ساتھ تمہارے گھر آئے ہیں

بما قُدّمت منكم عطايا فنحضر
کیونکہ تمہارے احسان ہم پر ہیں اسلئے ہم حاضر ہوئے ہیں

وان كنتَ قد ساءتك أمر خلافتي
اور اگر تجھے میری خلافت بُری معلوم ہوئی ہے

فسَل مُرسِلي ما ساء قلبك واحصرُ
تو پھر میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ کر کیوں ایسا کیا

أتُنكرني والله نوّر دعوتي
کیا تو میرا انکار کرتا ہے اور خدا نے میری دعوت کو روشن کیا ہے

أتلعن من هو مثل بدرٍ منوّر
کیا تو ایسے شخص پر لعنت بھیجتا ہے کہ جو چاند کی طرح روشن ہے

يُصدّق امري كل من كان في السّما
میری تصدیق تو تمام آسمان والے کرتے ہیں۔

فما انت يا مسكين ان كنت تكفر
پس اے مسکین تو کیا چیز ہے اگر انکار کرے۔

واني قتيل الحِبّ فاخشوا قتيله
اور میں کشتۂ دوست ہوں پس تم کشتۂ دوست سے ڈرو

ولا تحسبوني مثل نعشٍ يُنكّر
اور مجھے اس جنازہ کی طرح مت سمجھو جسکی ہیئت بدل گئی اور وہ شناخت نہ کیا جائے۔

اطوف لمرضات الحبيب كهائم
میں دوست کی رضا کیلئے ایک سرگشتہ کی طرح گھوم رہا ہوں۔

واسعیٰ واني مستهامٌ ومغبر
اور میں دوڑ رہا ہوں اور میں سرگردان ہوں اور بہت دوڑنے سے غبار آلودہ ہو گیا

اذابت محبّتُهٗ عظامي جميعها
اُس کی محبت نے میری ہڈیوں کو گلا دیا۔

وهبّت على نفسي رياحٌ تكسّر
اور میرے نفس پر ایسی تیز ہوا چلی جو توڑنے والی تھی۔

ذروا حرص تفتيشي فاني مغيّبٌ
میری حقیقت شناسی کا خیال چھوڑ دو کہ میں تمہاری نظروں سے غائب ہوں

غبارٌ عظامي قد سفتها صراصر
اور میری ہڈیاں ایک ایسا غبار ہیں کہ جنکو تیز ہوائیں اُڑا کے لے گئیں

اذا ما انقضى وقتي فلا وقت بعده
جب میرا وقت گذر جائیگا تو بعد اُسکے کوئی وقت نہیں۔

لدينا معين لا يحاكيه آخر
ہمارے پاس وہ صاف پانی ہے جو اُس کی نظیر نہیں۔

صـ ۴۶

دعائی حسامٌ لا یؤخّر وقعه
میری دعا ایک تلوار ہے جو کوئی اُسکے وار کو روک نہیں سکتا
وصولی علی اعداء ربی مُعَفّرُ
اور میرا حملہ میرے خدا کے دشمنوں پر ایک سخت تلوار ہے

وانّی ابلّغ عن ملیکی رسالةً
اور میں اپنے بادشاہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔
وانی علی الحق المنیر و نیّر
اور روشن حق ہوں اور آفتاب ہوں

تصدّی لنصر الدین فی وقت عسرة
دین کی مدد کے لئے خدا سے تنگی کے وقت
نذیر من الرحمٰن فالآن یُنذر
ایک نذیر کھڑا ہوا پس اب وہ ڈرا رہا ہے

مکین امین مقبل عند ربه
وہ خدا کے نزدیک مکین امین ہے۔
مخلّص دین الحقّ ممّا یُحسّرُ
اور دین حق کو آفات کمزور کرنیوالی سے خلاص کرنیوالا ہے

ومن فتن یُخشی علی الدین شرّها
اور نیز ایسے فتنوں سے خلاصی بخشتا ہے جس کا خوف تھا
ومن محنٍ کانت کصخر تُکسّر
اور ایسی بلاؤں سے جو پتھر کی طرح توڑنے والی ہیں

اُری آیةً عُظمیٰ وجئت اردکم
دیکھو میں ایک عظیم نشان دکھلاتا ہوں۔
فهل فاتك اوضیغم او غبرُ
اور تمہیں ڈھونڈھوں پس کیا کوئی دلیر ہے یا شیر ہے یا بھیڑیا ہے

وقال ثناء الله لی انت کاذبٌ
اور مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے
فقلت لك الویلات انت ستحسر
میں نے کہا تیرے پر واویلا ہے تو عنقریب ننگا کیا جائیگا

۴۷ تعالوا جمیعا وانحتوا اقلامکم
سب آجاؤ اور قلمیں طیار کرو
واملوا کمثلی او ذرونی وخیّروا
میری مانند لکھو یا مجھے چھوڑ دو اور مجھے با اختیار سمجھ لو

واعطیتُ آیاتٍ فلا تقبلونها
میں نے نشان دیئے اور تم ان کو قبول نہیں کرتے
فلا تلطخوا ارضی وبالموت طهّروا
پس میری زمین کو کسی نجاست سے آلودہ مت کرو اور مرنے سے پاک کرو

وخیر خصال المرء خوف وتوبة
اور بہترین خصلت انسان کی خوف اور توبہ ہے۔
فتوبوا الی الله الکریم وابشروا
پس خدا کی طرف توبہ کرو اور خوش ہو جاؤ۔

سئمنا تکالیف التطاول من عدا
ہم نے ظلم کی تکلیفیں دشمنوں سے اُٹھائیں
تمادت لیالی الجور یا ربّ انصر
اور ظلم کی راتیں لمبی ہو گئیں اے خدا مدد کر

وجئناك كالموتی فاحي امورنا

اور ہم مُردوں کی طرح تیرے پاس آئے ہیں پس ہمارے کاموں کو زندہ کر

نخرّ امامك كالمساكين فاغفر

ہم تیرے آگے مسکینوں کی طرح گرتے ہیں پس ہمیں بخش دے

الٰہی فدتك النفس انك جنّتی

اے خدا میری جان تیرے پر قربان تو میری بہشت ہے

وما آن اری خلدًا كمثلك يُثمر

اور میں نے کوئی ایسی بہشت نہیں دیکھی کہ تیرے جیسا پھل لاوے

طُرِدْنا لوجهك من مجالس قومنا

اے میرے خدا تیرے مُنہ کیلئے ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے رد کر دیئے گئے

فانتَ لنا حِبٌّ فريد و مؤثر

پس تو ہمارا یگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا۔

الٰہی بوجهك ادرك العبدَ رحمة

اے میرے خدا اپنے مُنہ کے صدقہ اپنے بندہ کی خبر لے

وليس لنا باب سواك و مَعْبَرٌ

اور ہمارے لئے تیرے سوا نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی جائے گذر ہے

الٰی اي باب يا الٰہی تَرُدُّنی

اے میرے خدا تو کس کے دروازہ کی طرف مجھے رد کریگا۔

ومَنْ جئتُه بالرّفق يَزْرِ ويَصْعر

اور میں جس کے پاس نرمی کے ساتھ جاؤں وہ بدگوئی کرتا اور منہ پھیر لیتا ہے

صبرنا علی جور الخلائق كلّهم

ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کر لیا۔

ولكن علی هجرٍ سطا لا نصبر

مگر تیری جُدائی کی ہمیں برداشت نہیں

تعال حبيبی انت رَوْحی وراحتی

آ میرے دوست تو میری راحت اور میرا آرام ہے

وان كنتَ قد انستَ ذنبی فَسَتِّرُ

اور اگر تُو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر

بفضلك انّا قد عُصمنا من العدا

تیرے فضل سے ہم دشمنوں سے بچائے گئے

وانّ جمالك قاتلی فأْتِ وانظر

مگر تیرے جمال نے ہمیں قتل کر دیا پس آ اور دیکھ

۴۸

وفرِّج كربی يا الٰہی ونجّنی

اور میرے غم اے میرے خدا دور فرما۔

ومزّق خصیمی یا نصیری وعفّر

اور دشمن میرے کو اے میرے مددگار پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا

وجدناك رحمانًا فما الهمّ بعده

ہم نے تجھے رحمان پایا پس بعد اسکے کوئی غم نہ رہا۔

رئيناك يا حِبّیْ بعين تنوّرُ

دیکھا ہم نے تجھ کو اُس آنکھ سے جو روشن کی جاتی ہے

انا المنذر العُريان يا معشر الوری

اے لوگو میں ایک کھلا نذیر آیا ہوں۔

اذكركم ايّام ربّی فابصروا

خدا کے دن تمہیں یاد دلاتا ہوں۔

بلاءٌ علیکم والعلاج انابۃ
تیر ایک بلا ہے اور اُس کا علاج توبہ کرنا اور ہر ایک گناہ سے پرہیز کرنا ہے

وبالحق انذرنا وبالحق نُنذر
ہم نے سچے طور پر متنبہ کر دیا اور کر رہے ہیں۔

دعوا حُبّ دنیاکم وحُبّ تعصّبٍ
دنیا کی محبت اور تعصب کی محبت چھوڑ دو

ومن یشرب الصہباء یُصْبِحُ مُسکر
اور جو شخص رات کو شراب پیئے گا وہ صبح خمار کی تکلیف اُٹھائے گا

وکم من ھموم قد رئینا لاجلکم
اور بہت غم ہم نے تمہارے لئے اُٹھائے۔

ونضرم فی قلب اضطراما ونُضجر
اور اب بھی ہمارے دل میں تمہارے لئے آگ ہے جسکو ہم پوشیدہ رکھتے ہیں۔

اصیحُ وقد فاضت دموعی تألّما
میں آواز مارتا ہوں اور میرے آنسو درد سے جاری ہیں

وقلبی لکم فی کل آنٍ یُوَغّر
اور میرا دل ہر ایک دم تمہارے لئے گرم کیا جاتا ہے۔

فسل ایّھا القاری اخاک ابا الوفا
پس اے قاری تو اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ

لما یخدع الحمقیٰ وقد جاء منذر
کیوں احمقوں کو فریب دے رہا ہے اور ڈرانیوالا آگیا۔

الا رُبَّ خصمٍ قد رئیتُ جداله
خبردار ہو میں نے بہت بحث کرنے والے دیکھے ہیں۔

وما اِن رئینا مثله من یُزَوِّر
مگر اُس جیسا فریبی مَیں نے کوئی نہیں دیکھا۔

عجبتُ لِمبحثه الی ثُلث ساعۃ
مجھے تعجب آیا کہ اُس نے بحث کا زمانہ بیس منٹ مقرر کیا

اکان محل البحث او کان میسر
کیا یہ بحث تھی یا کوئی قمار بازی تھی

۴۹

امکفِر مہلاً کلّما کنت تذکر
اے میرے کافر کہنے والے گذشتہ سب باتیں چھوڑ دے

وامل کمثلی ثم انت مظفّر
اور میری مانند قصیدہ لکھ پھر تو فتحیاب ہے۔

رضیتُ بان تختار فی النمق رفقۃ
میں نے یہ بھی قبول کیا کہ اگر تو مقابلہ سے گرے تو اپنے رفیق بنالے

وانّا علی املاءھم لا نعیّر
اور ہم اُنکے لکھنے میں کوئی سرزنش تجھے نہیں کریں گے

فما الخوف فی ھذا الوغا یا ابا الوفا
پس اے ثناء اللہ اس لڑائی میں تجھے کیا خوف ہے۔

لیُملِ حسینٌ او ظفر او اصغر
چاہیئے کہ محمد حسین اس کا جواب لکھے یا قاضی ظفر الدین یا اصغر علی

وانّی اریٰ فی رأسھم دود نخوۃٍ
اور مَیں انکے سر میں تکبر کے کیڑے دیکھتا ہوں۔

فان شاء ربّی یُخرجنّ ویجذر
اور اگر خدا چاہے تو وہ کیڑے نکال دیگا اور جڑھ سے اکھاڑ دیگا۔

وان کان شأن الامر ارفع عندکم
پس اگر یہ کام ان لوگوں کے ہاتھ سے تیرے نزدیک بڑھ کر ہے
فاین بھذا الوقت مَن شان جولر
پس اسوقت مہر علی شاہ کہاں ہے جس نے گولڑہ کو بدنام کیا

امَیتٌ بقبر الغی لا ینبری لنا
کیا وہ مُردہ ہے جو اب باہر نہیں نکلے گا۔
ومن کان لیثًا لا محالۃ یزءر
اور شیر تو ضرور نعرہ مارتا ہے۔

وان کان لا یسطیع ابطال اٰیتی
اور اگر وہ میرے اس نشان کو باطل نہیں کر سکتا
فقل خذ مزامیر الضلالۃ وازمر
پس کہہ کہ طنبور وغیرہ بجایا کر تجھے علم سے کیا کام۔

اغلّط اِعجازی حُسَینٌ بعلمہ
کیا میری کتاب اعجاز المسیح کی محمد حسین نے غلطیاں نکالیں
وھیہات ما حَولُ الجھول اُتسخر
اور یہ کہاں ہو سکتا ہو محمد حسین کی کیا طاقت ہے کیا ہنسی کر رہا ہے

وان کان فی شیءٍ بعلمٍ حسینکم
اور اگر تمہارا محمد حسین کچھ چیز ہے۔
فما لک لا تدعوہ والخصم یحصر
پس تو اُس کو کیوں نہیں بلاتا اور دشمن سخت گرفت کر رہا ہے۔

ونحسبہ کالحوت فات بنظمہ
متی حَلّ بحرًا نقتنصہ ونا سر
اور ہم تو اُسکو ایک مچھلی کی طرح سمجھتے ہیں پس اسکی نظم پیش کر جب وہ شعر کے بحروں میں سے کسی بحر میں داخل ہوگا تو ہم اسکو شکار کر لینگے اور پکڑ لیں گے

وان یأتنی اصبحہ کاسًا من الھدیٰ
اگر وہ میرے پاس آئیگا تو اُسی صبح ہدایت کا پیالہ پلاؤں گا۔
فاحضرہ للاملاء اِن کان یقدر
پس اُسکو لکھنے کیلئے حاضر کر اگر وہ لکھنے کیلئے طاقت رکھتا ہو

اذا ما ابتلاہ اللہ بالارض سخطۃ
جب خدا نے بیزاری کے طور پر اُسکو زمین لائلپور میں دی
بلائل قالوا مُکرم ومُعزّر
تو مخالفوں نے کہا کہ اُس کی بڑی عزت ہے۔

وما العز الا بالتورّع والتقیٰ[1]
اور عزت تو پرہیزگاروں[1] کے ساتھ ہوتی ہے۔
ویُعدِ من الدنیا وقلبٍ مُطھر
اور دُنیا سے علیٰحدہ ہوتے اور دل پاک کرتے ہیں۔

وان حیات الغافلین لذلۃ
فسل قلبہ زاد الصفا او تکدّر
اور غفلت کی زندگی ایک ذلت ہے ـ پس اُس سے پوچھ کر کیا پہلے کی نسبت اُس کا دل صاف ہے یا دُنیا کی کدورت میں مشغول ہے۔

ص۵۰

[1] ترجمہ میں سہوِ کاتب سے الفاظ کی کمی بیشی معلوم ہوتی ہے۔ لفظی ترجمہ یوں ہے۔" اور عزت تو پرہیزگاری کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیٰحدہ ہونے اور دل پاک کرنے میں۔ (شمس)

اذا نحن بارزنا فاین حسینکم
جب ہم میدان میں آئے تو تمہارا حسین کہاں ہوگا۔

وان کنت تحمدہ فاعلن واخبر
اور اگر تو اسکی تعریف کرتا ہے پس اسکو خبر دے۔

اتحسبہ حیًّا وتاللہ اننی
اراہ کمن یُدفی و یُفنی و یُقبر
کیا تو اس کو زندہ سمجھتا ہے اور بخدا میں دیکھتا ہوں اس کو مثل اس شخص کے جو کشتہ ہو اور مرگیا اور قبر میں داخل ہوگیا۔

ولوشاء ربّی کان یبغی ھدایتی
اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ ہدایت قبول کرتا۔

ولوشاء ربّی کان ممن یُبَصَّرُ
اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ مجھے پہچان لیتا۔

وما ان قنطنا والرجاء معظّم
اور ہم اسکے ایمان سے نا امید نہیں ہوئے بلکہ امید بہت ہے۔

کذٰلک وحی اللہ یُدری ویُخبر
اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے۔

وانّ قضاء اللہ ما یخطئ الفتیٰ
اور خدا کا حکم مرد راہ کو بھولتا نہیں۔

لہ خافیاتٌ لا یراھا مفکّر
اُسکے لئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی فکر کرنیوالا اُن کو دیکھ نہیں سکتا

سیُبدی لک الرحمان مقسوم حبّکم
تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقسوم ظاہر کردیگا۔

سعیدٌ فلا ینسیہ یوم مقدر
سعید ہے پس روز مقدر اُس کو فراموش نہیں کریگا۔

ویُحیٰ بایدی اللہ واللہ قادر
اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جائیگا اور خدا قادر ہے۔

ویاتی زمان الرشد والذنب یُغفَر
اور رشد کا زمانہ آئے گا اور گناہ بخش دیا جائے گا۔

فیسقونہ ماء الطھارۃ والتقیٰ
پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں گے۔

نسیم الصبا تاتی بریّا یُعطّر
اور نسیم صبا خوشبو لائے گی اور معطر کر دے گی

وان کلامی صادق قول خالقی
اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خدا کا قول ہے۔

وَمَنْ عَاشَ مِنْکُمْ بُرْھۃً فسینظر
اور جو شخص تم میں سے کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا

اتعجب من ھذا فلا تعجبن لہ
کیا تو اس سے تعجب کرے گا پس کچھ تعجب نہ کر

کلامٌ من المولیٰ ووحیٌ مُطہّر
یہ خدا کا کلام ہے اور پاک وحی ہے۔

وما قلتہ من عند نفسی کراجم
اور میں نے اپنے ہی دل سے اٹکل سے بات نہیں کی۔

اُریتُ ومن امر القضا اتحیّر
بلکہ کشفی طور پر مجھے دکھلایا گیا اور میں اس سے حیران ہوں

أقلب حسین یھتدی من یظنّه
کیا محمد حسین کا دل ہدایت پر آجائے گا یہ کون گمان کر سکتا ہے
عجیب وعند اللّٰه ھَیْنٌ وایسر
عجیب بات ہے، اور خدا کے نزدیک سہل اور آسان ہے

ثلٰثة اشخاصٍ به قدر أیتھم
ومنھم الٰھی بخش فاسمع وذکّر
تین آدمی اس کے ساتھ اور ہیں - ایک اُن میں سے الٰہی بخش اکونٹنٹ ملتانی ہے پس سُن اور سُنا دے

لعمرك ذُقنا دون ذنبٍ رماحھم
تیری قسم کہ ہم نے بغیر گناہ کے ان کے نیزوں کا مزہ چکھا
فما سرّنا الا دعاءٌ یکرّر
پس ہمیں یہی اچھا معلوم ہوا کہ اُن کے حق میں دعا کرتے ہیں

متٰی ذُکّروا یغتمّ قلبی بذکرھم
جب وہ ذکر کئے جاتے ہیں تو میرا دل غمناک ہو جاتا ہے
بما کان وقت بالملاقات نُبشَر
کیونکہ یاد آتا ہے کہ ایک دن ہم ملاقات سے خوش ہوتے تھے۔

ءأرضعتَ من غول الغلا یا ابا الوفا
کیا تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا، اے ثناء اللہ۔
فمالك لا تخشٰی ولا تتفکّر
پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ ڈرتا ہے نہ فکر کرتا ہے۔

ترکتم سبیل الحق والخوف والحیا
تم نے حق کو چھوڑ دیا۔
وجزتم حدود العدل واللّٰه ینظر
اور عدل سے باہر ہو گئے اور اللہ دیکھتا ہے

وکیف ترٰی نفسٌ حقیقة وحینا
ایسا آدمی ہماری وحی کی حقیقت کیا جانتا ہے
یصرّ علٰی کذبٍ وبالسوء یجھر
جو جھوٹ پر اصرار کرتا ہے اور کھلی بدگوئی کرتا ہے۔

وان کنتُ کذّابًا کما ھو زعمکم
اور اگر مَیں تمہارے نزدیک جھوٹا ہوں
فکیدوا جمیعًا لی ولا تستأخروا
تو میری بربادی کیلئے تم سب کوشش کرو اور پیچھے مت ہٹو

صـ۵۲

وان ضیائی یبلغ الارض کلّھا
اور میری روشنی دُنیا میں پھیل جائے گی۔
اتنکرھا فاسمع وانی مُذکّرُ
کیا تُو انکار کرتا ہے پس سُن رکھ اور مَیں یاد دلاتا ہوں

عقرتَ بمُدٍّ صحبتی یا ابا الوفا
اے ثناء اللہ تونے مُد میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا
بسبٍّ وتوھینٍ فربّی سیقھرُ
گالی سے اور توہین سے پس میرا خدا عنقریب غالب ہو جائیگا

جلالك ربّی أبتغی لا جلالتی
اے میرے خدا وند مَیں تیرا جلال چاہتا ہوں نہ اپنی بزرگی
وانت ترٰی قلبی وعزمی وتُبصرُ
اور تُو میرے دل کو اور میرے قصد کو دیکھ رہا ہے۔

اليك اردّ محامدی رُدْتُ كلها ۔ وما انا الّا مثل ذَرْقٍ يُعَفَّرُ
میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں۔ اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کیطرح جو خاک میں ملایا جاتا ہو

وقالوا على الحسنين فضّل نفسه ۔ اقول نعم واللّٰه ربّی سیظهر
اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا ۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

ولوکنتُ کذّابًا لما کنت بعده ۔ کمثل یهودیٍ ومن یتنصّر
اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد ۔ میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

ولکنّنی من امر ربّی خلیفة ۔ مَسِيحٌ سمعتم وعدہٗ فتفکروا
مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ ۔ اور مسیح موعود ہوں اب تم سوچ لو۔

فما شان موعودٍ وما فیه عندکم ۔ من القول قول نبیّنا فتدبّروا
پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے باب میں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حدیثٌ صحیحٌ عندکم تقرءُونه ۔ فلا تکتموا ما تعلمون واظهروا
تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو ۔ پس جو کچھ تم جانتے ہو اسکو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

ومن یکتمنّ شهادةً کان عندہٗ ۔ فسوف یری تعذیب نارٍ تُسَعَّرُ
اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کریگا جو اسکے پاس ہے۔ ۔ پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکائی جائے گی

فَلَا تجعلُوا کذبًا علیکم عقوبة ۔ ودَعْ یا ثناء اللّٰه قولًا تُزَوِّرُ
پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھیراؤ ۔ اور اے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

۵۳ ترکتَ طریق کرامِ قومٍ وخُلقَهم ۔ هَجَوْتَ بمُدٍّ عامِدًا لتحقّرُ
تُو نے شریفوں کے خُلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ ۔ اور تُو نے موضع مدّ میں قصداً ہماری ہجو کی تا تُو تحقیر کرے

وشتّان ما بین الکرام وبینکم ۔ وانّ الفتیٰ یخشی الحسیبَ ویحذرُ
اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ ۔ اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

ترکناك حتّی قیل لا یعرف القِلیٰ ۔ فجئتَ خصیمًا اَیُّها المُستکبرُ
ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھتے نہیں۔ پس تُو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے متکبر۔

الا ایھا اللعّان مالک تھجرُ
اے لعنت کرنیوالے تجھے کیا ہو گیا کہ بیہودہ بک رہا ہے

وتلعن من ھو مُرسلٌ وموقّرٌ
اور تُو اُسپر لعنت کر رہا ہے جو خدا کا فرستادہ اور خدا کیطرف سے عزت یافتہ ہے

شتمت وما تدری حقیقۃ باطنی
تُو نے مجھے گالیاں دیں اور میرا حال تجھے معلوم نہیں۔

وکل امرءٍ من قولہ یُستفسرُ
اور ہر ایک انسان اپنے قول سے پُوچھا جائے گا۔

صبرنا علی سبٍّ بہٖ آذیتنا
ہم نے ان گالیوں پر صبر کیا جن کے ساتھ تُو نے ہمارا دِل دُکھایا

ولکن علی ما تفتری لا نصبرُ
لیکن وُہ جو تُو نے ہم پر افترا کیا اسپر ہم صبر نہیں کرسکتے۔

وواللّٰہ انّی صادق لستُ کاذبًا
اور خدا کی قسم کہ مَیں صادق ہوں کاذب نہیں ہوں

فلا تھلکوا مستعجلین وفکّروا
پس تم جلدی کرکے ہلاک مت ہو اور خوب سوچ لو

ولوکنت کذّابا شقیًّا لضرّنی
اور اگر مَیں جھوٹا بدبخت ہوتا تو ضرور مجھے ان لوگوں کی نقصان پہنچتا

عداوۃ قوم کذّبونی وکفّروا
جنہوں نے دشمنی سے مجھے جھٹلایا اور کافر قرار دیا۔

وشاھدتَ انّ القوم کیف تداکئوا
اور تُو نے دیکھ لیا کہ قوم نے کیسے میرے پر بلوے کئے

علیّ وکیف رموا سھامًا وجمّروا
اور کیسے انہوں نے تیر چلائے اور کیسے وُہ لڑائی پر جمے۔

رموا کل صخرٍ کان فی اذیالھم
جسقدر پتھر اُنکے دامن میں تھے سب پھینک دیئے۔

بغیظٍ فلم اَقلق ولم اتحیّرُ
اور یہ کام غصہ کیساتھ کیا پس مَیں نہ بیقرار ہُوا اور نہ حیران ہُوا

وجُرّح عرضی من رماح اھانۃٍ
اور میری آبرو اہانت کے نیزوں سے زخمی کی گئی۔

والقی من سبٍّ الیّ الخنجرُ
اور دُشنام دہی سے میری طرف خنجر پھینکے گئے۔

وقالوا کذوب مفند غیر صادق
اور انہوں نے کہا یہ جھوٹا دروغ گو ہے سچا نہیں

۵۴

فقلنا اخسئوا ان الخفایا ستظھر
ہم نے کہا کہ تم سب دفع ہو آخر یہ مخفی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔

وسبّوا واٰذونی بانواع سبّھم
اور مجھے گالیاں دیں اور طرح طرح کی گالیوں سے دُکھ دیا۔

وسمّونی دجّالًا وسمّونی اَبترُ
اور میرا نام دجال رکھا اور میرا نام شرمحض رکھا جسمیں کوئی خیر نہیں

وسمّونی شیطانًا وسمّون ملحدًا
اور میرا نام شیطان رکھا اور میرا نام ملحد رکھا۔

وسمّونی ملعونًا وقالوا مزوّرٌ
اور میرا نام لعنتی رکھا اور کہا کہ یہ ایک دروغ باف آدمی ہے

فَصِرْتُ کأنّی لِلرِّماح دریّۃً
پس میں ایسا ہوگیا گویا کہ میں تیروں کا نشانہ ہوں

واُوْذِیْتُ حتی قیل عَبدٌ مُحَقّرٗ
اور میں دُکھ دیا گیا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ نہایت حقیر انسان ہے

وماغادروا کیداً لِدَوْسی و بعدہ
اور میرے کُچلنے کیلئے کسی مکر کو اُٹھا نہ رکھا اور بعد اس کے

علیّ حضّوا زُمع الاناس وثوّروا
میرے پر کمینہ لوگوں کو مشتعل کیا اور برانگیختہ کیا۔

ولکن مآل الامرکان ھوانہم
مگر انجام کار اُن کی رُسوائی ہوئی۔

واُنزل لِیْ آیٌ تُنِیْرُو تبْھرُ
اور میرے لئے وُہ نشان ظاہر کئے گئے جو روشن اور غالب تھے۔

فاوصیك یا رِدْفَ الحسین ابا الوفا
پس میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اے محمد حسین کے پیچھے چلنے والے۔

اَنِبْ واتق اللہ المحاسب واحْذرُ
خدا کی طرف توبہ کر اور اُس محاسب سے ڈر۔

ولا تلھك الدنیا عن الدّین والھویٰ
اور تجھے دُنیا اور ہوا و ہوس دین سے نہ روکے۔

وانّ عذاب اللہِ ادھی و اکبرٗ
اور خدا کا عذاب بہت سخت اور بڑا ہے۔

ولا تحسب الدنیا کناطف ناطفٍ
اور دُنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھ جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے

اتدری بلیلِ مَسرّۃٍ کیف تُصْبحُ
کیا تُو خوشی کی رات کو جانتا ہے کہ کس طرح صبح کریگا۔

الا تتقِ الرحمٰن عند تصنّع
کیا تُو خدا سے ڈرتا نہیں اور بناوٹ کرتا ہے۔

ومن کان اتقیٰ لا ابالك یحذرٗ
اور جو شخص پرہیزگار ہو وُہ ضرور ڈرتا ہے۔

الا لیت شعری ھل تشاھد بعدنا
کاش تجھے سمجھ ہوتی۔ کیا میرے بعد

مسیحًا یحطّ من السماء وینذرٗ
کوئی اور مسیح آسمان سے اُترے گا اور ڈرائے گا۔

۵۵

ولِلّٰہ درّ مذکّرٍ قال انّہ
اور اُس ڈرانے والے نے کیا اچھا کہا ہے۔

یعاف الھُدیٰ شکس زنیم مدعثر
کہ ایک بدخُو ویران شدہ کمینہ ہدایت سے نفرت رکھتا ہے

ذکرتَ بمُدٍّ عند بحثك بالھویٰ
تُو نے مقام مُدّ میں بحث کرنے کے وقت کہا تھا۔ کہ

احادیث والقراٰن مُلْغیٍ وتھجرٗ
ہمارے پاس یہ احادیث ہیں اور قرآن کو محض نکما اور باطل ٹھہرایا جاتا ہے

نبذتم کلام اللہ خلف ظھورکم
تم لوگوں نے کلام اللہ کو پسِ پُشت ڈال دیا۔
ترکتم یقیناً لِلظّنونِ ففکّروا
اور تم نے ظن کی خاطر یقین کو چھوڑ دیا اب سوچ لو۔

فصار کآثارٍ عفت وتغیّبت
پس قرآن ایسا ہوگیا جیساکہ آثار محو شدہ اور چھپ گیا
وانّ شفاء النّاس کان بیانہ
اور اُس کا بیان لوگوں کے لئے شفا تھی

مدار نجات النّاس یا مُتکبّرٗ
وُہی تو مدارِ نجات تھا اے مُتکبّر
فھل بعدہ نحو الظنون نبادرٗ
پس کیا ہم قرآن چھوڑ کر ظنون کی طرف دوڑیں

وفاضت دموع العین منّی تألّمًا
پس اِس خیال سے میرے آنسو جاری ہوگئے
اذا ما سمعتُ البحث یا متھور
جب مَیں نے تیری بحث کو اے بیباک سُنا۔

کذبتَ بمُدٍّ عامدًا فتمایلت
تُونے موضع مُد میں قصدًا جھوٹ بولا۔
علیک شطائب جاھلین وثوّروا
پس جاہل لوگ تیری طرف جُھک گئے اور شور ڈالا۔

وواللہ فی القرآن کل حقیقۃ
اور بخدا قرآن شریف میں ہر ایک حقیقت ہے
وآیاتہ مقطوعۃ لا تُغیّرٗ
اور اُس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں۔

مَعینٌ مَعین الخلد نور مُعیننا
وہ صاف پانی ہے بہشت کا پانی ہمارے خدا کا نُور
ھُداہ نمیر الماء لا یتکدّرٗ
ہدایت اُس کی صاف زلال ہے مکدّر نہیں۔

اری آیہ کالغید جاءت من السماء
اُس کی آیتیں حسین ہیں جو آسمان سے اُتریں
وفیھا شفاءٌ للذی یتدبّرٗ
اور ان آیتوں میں فکر کرنے والوں کے لئے شفا ہے۔

ویُصبی قلوب الناس بالنور والھدٰے
اور لوگوں کے دل اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔
ویُروی العُطاشی بالمعین ویظئرٗ
اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے

وقد کان صُحفٌ قبلہ مثل خادج
اور اس سے پہلی کتابیں اُس اُونٹنی کی طرح تھیں جو قبل از ولادت بچہ دیتی ہے
فجاء لتکمیل الورٰی لیُغزّرٗ
پس قرآن لوگوں کے کامل کرنے کیلئے آیا تا ایکبار ہی تمام دودھ دوہا جائے

بلیلٍ کموج البحر ارخی سدولہ
ایسی راتیں آگیا جو سمندر کی موج کی طرح اپنی چادر پھیلا رکھے تھی
تجلّی وادری کل من کان یُبصرٗ
سو اُس نے آکر زمانہ کو روشن کر دیا اور ہر ایک جو دیکھ سکتا تھا اُسکو دکھا دیا

ص ۵۶

اِیا اَیّھا المُغوی اتنکر شانہ ۔ وما فی یدینا غیرہ یا مُزوّرُ

اے گمراہ کرنیوالے کیا تُو قرآن کی شان سے انکار کرتا ہے ۔ اور بجز قرآن ہمارے ہاتھ میں کیا ہے۔

لقومٍ ھٰذی لا بارکَ اللہ مُدّھم ۔ جھولٌ فادّی حق کذبٍ فابشروا

اس شخص نے ایک قوم کی خاطر کیلئے بکواس کی خدا اُنکے مُدّکو برکت نہ دے ۔ یہ شخص جاہل ہے اس نے دروغگوئی کا حق ادا کر دیا اس لئے وہ لوگ خوش ہوگئے

لہ جسد لا روح فیہ ولا صفا ۔ کقِدرٍ یجوش ولیس فیہ تدبُّرُ

یہ صرف ایک جسم ہے جس میں جان نہیں اور نہ صفا ۔ اور ایک ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہے کچھ تدبر نہیں کرتا۔

نبذتم ھُدی المولیٰ وراءَ ظھورکم ۔ فدعنی ابیّن کلما کان یُسترُ

تم نے خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کو پسِ پُشت پھینک دیا۔ ۔ پس مجھے چھوڑ دے تا میں بیان کروں جو کچھ پوشیدہ کیا گیا ہے

وانی اخذت العلم من منبع الھدیٰ ۔ واجری عیونی فضلہ المتکثرُ

اور مَیں نے علم کو منبع ہدایت سے لیا ہے۔ ۔ اور اُسکے فضل نے میرے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔

واُعطیتُ من ربّی علومًا صحیحۃً ۔ واعلم ما لا تعلمون واُعثَرُ

اور مَیں نے اپنے ربّ سے علوم صحیحہ پائے ہیں۔ ۔ اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ مجھے سکھلایا جاتا اور اطلاع دیا جاتا ہے

وکاسٍ سقانی روح روحی کاَنّھا ۔ رحیقٌ کنجمٍ ناصعِ اللّون احمرُ

اور کئی پیالے میری جان کی جان نے مجھے ایسے پلائے ہیں ۔ کہ گویا ستارہ کی طرح ایک شراب ہے خالص سُرخ رنگ

فلا تُبشروا بالنقل یا معشر العدا ۔ وکم من نقولٍ قد فراھا مُسَحِّرُ

پس اے مخالفو محض نقلوں کے ساتھ خوش مت ہو جاؤ۔ ۔ اور بہتیری نقلیں اور حدیثیں ہیں جو دھوکہ باز نے بنائی ہیں

ھل النقل شیءٌ بعد ایحاء ربّنا ۔ فایّ حدیث بعدہ نتخیّرُ

اور خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے ۔ پس ہم خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔

وقد مُزّق الاخبار کل ممزّق ۔ فکلٌّ بما ھو عندہ یستبشرُ

اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ۔ اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔

۵۸

اعندک برھانٌ قویٌّ منقّحٌ ۔ علی فضل شیخٍ عابَ اَوْ انت تھذرُ

کیا تیرے پاس مولوی محمد حسین کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے جو میرے کلام کا عیب نکالتا ہے۔ یا تو یوں ہی بکواس کر رہا ہے۔

اتحسب من حمق حسیناً محققاً
کیا تو حمق سے محمد حسین کو عالم سمجھتا ہے۔

وفی کفه حمأ وماء مکدّر
اور اسکے ہاتھ میں مٹی سیاہ اور گندا پانی ہے

اتخبرنی من نازلٍ ما رأیتہ
کیا تو میرے پاس اس اُترنیوالے کا ذکر کرتا ہے جسکو تُو نے نہیں دیکھا

وتذکر اخبارًا ادقاها التغیّر
اور ایسی حدیثیں پیش کرتا ہے جن کا تحریف نے ستیاناس کر دیا

وتعلم ان الظنّ لیس بقاطع
اور تُو جانتا ہے کہ ظنّ کوئی قطعی دلیل نہیں۔

وان الیقین البحت یُروی ویثمر
اور یقین وُہ چیز ہے کہ سیراب کرتا اور پھل لاتا ہے

ولستُ کمثلك فی الظنون مقیّدا
اور مَیں تیری طرح ظنّوں میں گرفتار نہیں۔

وانی اری الله القدیر وابصر
مَیں اپنے قادر خدا کو دیکھ رہا ہوں اور مشاہدہ کر رہا ہوں

اخذنا من الحی الذی لیس مثله
ہم نے اُس سے لیا کہ وُہ حیّ وقیوم اور واحد لاشریک ہے

وانتم عن الموتیٰ رویتم ففکّروا
اور تم لوگ مُردوں سے روایت کرتے ہو۔

اُرَبّیٰ بفضل الله فی حجر لطفه
مَیں خدا کی کنارِ عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں۔

وفی کل میدان اعان واُنصر
اور ہر ایک میدان میں مدد دیا جاتا ہوں۔

وقد خصّنی ربّی بفضل ورحمة
اور میرے رب نے اپنے فضل اور رحمت سے مجھے خاص کر دیا۔

ونصرٍ وتائیدٍ ووحیٍ یُکرّر
اور نیز تائید اور نصرت اور متواتر وحی سے مجھے مخصوص فرمایا ہے

سقانی من الاسرار کاساً رویة
مجھے وُہ پیالہ پلایا جو سیراب کرنے والا ہے۔

هدانی الی نهجٍ به الحق یبهر
اور اُس راہ کی مجھے ہدایت کی جس کے ساتھ حق چمکتا ہے۔

فدع ایها المُغوی حسیناً وذِکرہ
پس اے اغوا کرنیوالے محمد حسین اور اُسکے ذِکر کو چھوڑ دے

اتذکر لیلاً عِند شمس تنوّر
کیا تُو سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرے گا۔

ونحن کماة الله جئنا بامرہٖ
ہم خدا کے سوار ہیں اُس کے حکم سے آئے ہیں۔

حللنا بلاد الشرك والله یخفر
اور شرک کے شہروں میں ہم داخل ہوئے ہیں اور خدا رہنمائی کرتا ہے

۵۸

اقول ولا اخشی فانی مسیحه
مَیں بے دھڑک کہتا ہوں کہ مَیں خدا کا مسیح موعود ہوں

ولو عند هذا القول بالسیف انحر
اگرچہ مَیں اِس قول پر تلوار سے قتل بھی کیا جاؤں۔

وقد جاء فی القرآن ذکر فضائلی ۔۔۔ وذکر ظهوری عند فتن تثورُ

اور میرے فضائل کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ ۔۔۔ اور میرے ظہور کا ذکر بھی آشوب زمانہ میں ہونا لکھا ہے

وما انا الا مرسل عند فتنة ۔۔۔ فَرُدّ قضاء الله ان کنت تقدرُ

اور میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ ۔۔۔ پس خدا کے حکم کو تُو بدل دے اگر تجھے قدرت ہے

تخیّرنی الرحمان من بین خلقه ۔۔۔ له الحکم یقضی ما یشاء و یأمرُ

خدا نے مجھے اپنی مخلوقات میں سے چُن لیا ہے۔ ۔۔۔ حُکم اُسی کا حُکم ہے جو چاہے کرے۔

ووالله ما افری و انی لصادق ۔۔۔ وان سنا صدقی یلوح و یبهرُ

اور بخدا مَیں مُفتری نہیں مَیں سچا ہوں۔ ۔۔۔ اور میری سچائی کی روشنی چمک رہی ہے۔

تراءت لنا کالشمس صفوة امرنا ۔۔۔ وارْوت حدایقنا عیونٌ تُنضّرُ

آفتاب کی طرح ہمارے امر کی صفائی ظاہر ہو گئی۔ ۔۔۔ اور ہمارے باغوں کو اُن چشموں نے سیراب کیا جو تروتازہ کر دیتے ہیں

تکدّر ماء السابقین وعیننا ۔۔۔ الی آخر الایام لا تتکدّرُ

دوسروں کے پانی جو اُمت میں سے تھے خشک ہو گئے مگر ہمارا چشمہ ۔۔۔ آخری دنوں تک کبھی خشک نہیں ہو گا۔

اذا ما غضبنا یغضب الله صائلا ۔۔۔ علی معتد یؤذی و بالسوء یجهرُ

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے ۔۔۔ جو حد سے بڑھ جاتا ہو اور کھل کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

و یأتی زمان کاسرٌ کل ظالم ۔۔۔ وهل یُهلکنّ الیوم الا المدمّرُ

اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہریک ظالم کو توڑے گا۔ ۔۔۔ اور کوئی ہلاک نہ ہو گا مگر وُہی جو پہلے سے ہلاک ہو چکا

وانی لشرّ الناس ان لم یکن لهم ۔۔۔ جزاء اهانتهم صغارٌ یُصغّرُ

اور مَیں بدتر انسانوں کا ہوں گا۔ ۔۔۔ اگر اہانت کرنے والے اپنی اہانت نہیں دیکھیں گے۔

ووالله انی ما ادّعیتُ تعلّیا ۔۔۔ وابغی حیاتًا ما یلیها التکبّرُ

اور بخدا مَیں نے تعلّی کی راہ سے دعویٰ نہیں کیا۔ ۔۔۔ اور مَیں ایسی زندگی چاہتا ہوں جس پر تکبّر کا سایہ ہی نہ ہو

وقد سرّنی ان لا یشار باصبع ۔۔۔ الیّ والقیٰ مثل عظم یُعفّرُ

اور میری یہ خوشی رہی کہ میری طرف انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کیا جاوے اور مَیں ایسا پھینک دیا جاؤں جیسا کہ ایک ہڈی خاک آلودہ

فلمّا اجزنا ساحة الکبر کلّھا
پس جبکہ ہم تکبر کے میدان سے بہت دور نکل گئے اور سب میدان طے کر لیا

اتانی من الرحمٰن وحیٌ یکبّر
تب خدا کی وحی میرے پاس آئی جس نے مجھے بڑا بنا دیا۔

اذا قیل انک مرسل خلتُ اننی
دُعیت الی امر علی الخلق یعسر
جب یہ کہا گیا کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ میں ایسے امر کی طرف بلایا گیا کہ جو لوگوں پر بھاری ہوگا۔

ولو ان قومی انسونی کطالب
اور اگر میرے پاس میری قوم طالب کی طرح آتی۔

دعوت لیعطوا عین عقلٍ و بُصّروا
تو میں دعا کرتا کہ انکو عقل دی جائے اور بینائی بخشی جائے

ولکنہم عابوا واٰذوا و زوّروا
مگر انہوں نے عیب جوئی کی اور دُکھ دیا اور دروغ آرائی کی۔

وحثّوا علیّ الجاھلین وثوّروا
اور جاہلوں کو میرے پر برانگیختہ کیا۔

وعیّرنی الواشون من غیر خُبرة
اور نکتہ چینوں نے بغیر آزمائش اور آگاہی کے مجھے سرزنش کی

وناشوا ثیابی من جنونٍ و اعذروا
اور جنون سے میرے کپڑے پکڑ لئے اور اس کام میں مبالغہ کیا[1]

عجبتُ لھم فی حربنا کیف خالطوا
میں نے ان سے تعجب کیا ہماری لڑائی میں وہ کیسے باہم مل گئے۔

ولم یبق ضغن بینھم و تنمّرٌ
اور ان کے درمیان باہم کوئی درندگی اور کینہ نہ رہا۔

وقضّوا مطاعن بینھم ثم اصدروا
ایک مدّت تک تو ایک دوسرے پر طعن کرتے رہے۔

الینا الاسنّة والخناجر شھّروا
پھر ہماری طرف انہوں نے نیزے پھیر دیئے اور تلواریں کھینچیں

فقلت لھم یا ایھا الناس مالکم
پس میں نے ان سے کہا کہ اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا۔

اثرتم غبارًا من کلامٍ یُزوّرٌ
تم نے ایک جھوٹی بات سے اس قدر غبار انگیزی کی۔

علی الحمق جیّاشون من غیر فطنة
محض حماقت سے جوش کرنے والے بغیر دانائی کے

کما زلّت الصّفواء حین تکوّرُ
جیسا کہ ایک صفا پتھر نیچے پھینکنے سے جلد نیچے کو پھسل جاتا ہے

فما برحت اقدامنا موطن الوغیٰ
پس ہمارے قدم جنگ گاہ سے الگ نہ ہوئے

وما ضعفت حتی اعان المظفر
اور نہ ہم تھکے یہاں تک کہ خدا نے ہمیں فتح دی۔ منہ

---

[1] سہوِ کاتب ہے۔ دراصل یہ لفظ "سراسر" ہے۔ (شمس)

وکنت اری الاسلام مثل حدیقة ‏ مُبعّدةٍ من عینِ ماءٍ ینضّرُ

اور میں اسلام کو اُس باغ کی طرح دیکھتا تھا ‏ جو اُس چشمہ سے دُور ہو جو تروتازہ کرتا ہے۔

فمازلتُ اسقیها واسقی بلادها ‏ من المزن حتی عاد حِبرٌ مدعثرُ

پس میں اس باغ کو پانی دیتا رہا اور اس کی زمینوں کو ‏ آسمانی بارش کا پانی یہاں تک کہ اس کی خوبصورتی ویران شدہ عود کر آئی

وجاشت الیّ النفس من فتنة العدا ‏ فانزل ربّی حربة لا تُکسّرُ

اور میرا دل دشمنوں کے فتنہ سے نکلنے لگا۔ ‏ پس نازل کیا میرے ربّ نے ایک حربہ جو توڑا نہیں جائیگا۔

فاصبحت استقری الرجالَ رجالهم ‏ لأُفحم قوماً جابرین واُنذرُ

پس میں نے صبح کی اور اُن لوگوں کی تلاش میں لگ گیا۔ ‏ تا میں ظالموں پر اتمام حجّت کروں۔

وقد کان باب اللدّ مرکز حربهم ‏ کلام مضل لاحسامٌ مُشهّر

اور انکا طرزِ جنگ صرف زبانی خصومت تھی یعنی محض گمراہ کرنیوالی باتوں کو پیش کرتے اور مذہب کیلئے تلوار کی لڑائی نہ تھی

فوافیتُ مجمع لُدِّهم وقتلتُهُمْ ‏ بضرب ولم اکسل ولم اتحسّرُ

پس میں لڑنے والوں کے مجمع میں آیا اور ‏ ایک ہی ضرب سے قتل کر دیا اور نہ میں سست ہوا اور نہ ماندہ ہوا

وانی انا الموعود والقائم الذی ‏ به تُملأنّ الارض عدلاً وتُثمرُ

اور میں مسیح موعود اور وہ امام قائم ہوں جو ‏ زمین کو عدل سے بھریگا اور ویران جنگلوں کو پھلدار کریگا۔

بنفسی تجلّت طلعة الله للوریٰ ‏ فیا طالبی رُشدٍ علی بابی احضروا

میرے ساتھ صورت خدا کی خلقت پر ظاہر ہوگی۔ ‏ پس اے ہدایت کے طالبو میرے دروازے پر حاضر ہو جاؤ۔

خذوا حظکم منی فانی امامکم ‏ اُذکّرکم ایّامکم واُبشّرُ

اپنا حصہ مجھ سے لو کہ میں تمہارا امام ہوں۔ ‏ تمہیں تمہارے دن یاد دلاتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں

وقد جئتکم یا قوم عند ضرورة ‏ فهل من رشیدٍ عاقلٍ یتدبّرُ

اور اے میری قوم ضرورت کے وقت تمہارے پاس آیا ہوں ‏ پس کیا کوئی تم میں رشید اور عقلمند ہے جو اس بات کو سوچے

وما البرّ الا ترک بخل من التقیٰ ‏ وما البخل الا ردّ من یتبقّرُ

اور نیکی بجز اسکے کوئی چیز نہیں کہ تقویٰ کی راہ سے بخل کو دُور کر دیا جاوے ‏ اور بخل بجز اسکے کچھ نہیں کہ جس کا علم وسیع اور کامل ہے اور اپنے سے بہتر ہے اسکو قبول نہ کیا جائے۔

وقالوا الی الموعود لیس بحاجة | فان کتاب اللہ یهدی ویخبر

اور انہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی طرف کچھ حاجت نہیں | کیونکہ اللہ کی کتاب ہدایت دیتی اور خبر دیتی ہے۔

وما هی الا بالغیور دُعابة | فیا عجبا من فطرة تتهوّر

اور یہ تو خدائے غیور کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا ہے۔ | پس ایسی بیباک فطرتوں پر تعجب آتا ہے۔

وقد جاء قول اللہ بالرُّسلِ توأما | ومن دونهم فهم الهدی متعسّر

اور اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا کا کلام اور رسول باہم توام ہیں | اور اُن کے بغیر خدا کے کلام کا سمجھنا مشکل ہے۔

فان ظُبَی الاسیاف تحتاج دائما | الی ساعدٍ یُجری الدماء ویُندِرُ

کیونکہ تلواروں کی دھار ہمیشہ ایسے بازو کی طرف محتاج ہے | جو خون کو جاری کرتا اور سر کو بدن سے الگ کر دیتا ہے۔

بعضبٍ رقیقِ الشفرتین هزیمة | اذا ناشه طفل ضعیف مُحقّر

تلوار گو باریک دھاریں رکھتی ہو مگر تب بھی شکست ہوگی | جبکہ اس کو کمزور اور حقیر بچہ ہاتھ میں پکڑے گا۔

وامّا اذا اخذ الکمیّ مُغفّرا | کفی العود منه البدء ضربا ویُنحر

لیکن جب ایک بہادر آدمی ایک سخت تلوار کو پکڑے | تو اس کا پہلا وار دوسرے وار کی حاجت نہیں رکھیگا اور ذبح کر دیگا

اذا قلّ تقوی المرء قلّ اقتباسه | عن الوحی کالسلخ الذی لا یُنوّر

جب انسان کی تقویٰ کم ہو جاتی ہے تو خدا کی کلام سے استفادہ اور اقتباس بھی کم ہو جاتا ہے جیسا کہ مہینہ کی آخری رات میں کچھ روشنی نہیں ہوتی

فیا اسفا این التقاةُ وارضها | وانی اری فسقا علی الفسق یظهر

پس افسوس کہاں ہیں تقویٰ اور کہاں ہے زمین ان کی | اور میں دیکھتا ہوں کہ فسق پر فسق ظاہر ہو رہا ہے۔

اری ظلماتٍ لیتنی متُّ قبلها | وذقتُ کئوس الموت او کنتُ أُنصر

اور میں وہ تاریکیاں دیکھتا ہوں کہ کاش میں ان سے پہلے مر جاتا | اور موت کے پیالے چکھ لیتا اور یا مدد دیا جاتا۔

اری کل محجوب لدنیاه باکیا | فمن ذا الذی یبکی لدین یُحقّر

میں ہر ایک محجوب کو دیکھتا ہوں جو اپنی دنیا کیلئے رو رہا ہے | پس کون ہے جو اس دین کیلئے روتا ہو جس کی تحقیر کی جاتی ہے

ولِلدّین اطلال اراها کلاهفٍ | ودمعی بذکر قصوره یتحدّر

اور دین کیلئے شکستہ و خستہ نشان باقی ہیں جن کو میں حسرت سے دیکھ رہا ہوں | اور اُسکے محلوں کو یاد کر کے میرے آنسو جاری ہیں۔

ص ۹۲

تراءت غوایات کریح مجیحة
گمراہیاں ایک ہوا کی طرح ظاہر ہوگئیں ایسی آندھی جو درختوں کو جڑ سے اکھاڑتی ہے

وارخی سدیل الغیّ لیل مُکدّرٌ
اور ایک تاریک رات نے گمراہی کے پردے نیچے چھوڑ دیئے۔

تھبّ ریاحٌ عاصفات کأنّھا
سخت آندھیاں چل رہی ہیں گویا کہ وہ درندے ہیں

سباع بارض الھند تعوی وتزءرُ
ملک ہند میں جو بھیڑیئے اور شیر کی آواز نکال رہے ہیں

اری الفاسقین المفسدین وزُمرھم
میں فاسقوں اور مفسدوں کی جماعتوں کی جماعتیں دیکھ رہا ہوں

وقلّ صلاح الناس والغیّ یکثرُ
اور نیکی کم ہوگئی اور گمراہی بڑھ گئی۔

اری عین دین اللہ منھم تکدرت
دین الٰہی کے چشمہ کو دیکھتا ہوں کہ مکدّر ہوگیا۔

بھا العین والآرام تمشی وتعبرُ
اور اس میں وحشی چار پائے چل رہے اور عبور کر رہے ہیں۔

اری الدین کالمرضٰی علی الارض راغما
میں دین کو دیکھتا ہوں کہ زمین[1] پر پڑا ہوا ہے۔

وکل جھول فی الھوی یتبخترُ
ہر ایک جاہل اپنی ہوا و ہوس کے جوش میں ناز کے ساتھ چل رہا ہے

وما ھمّھم الا لحظ نفوسھم
اور انکی ہمتیں اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نفسانی حظوظ کے طالب ہیں

وما جُھدھم الا لحظ یُوفّرُ
اور انکی کوششیں اس سے بڑھکر نہیں کہ وہ حظ نفسانی کثرت سے چاہتے ہیں

نسوا نھج دین اللہ خبثًا وغفلةً
انہوں نے دین کی راہ کو خبث اور غفلت کی وجہ سے بھلا دیا

وقد سرّھم سکرٌ وفسق ومیسرُ
اور انکو مستی اور بدکاری اور قمار بازی پسند آگئی۔

اری فسقھم قد صار مثل طبیعة
میں دیکھتا ہوں کہ انکا فسق طبیعت میں داخل ہوگیا اور میرے نزدیک

وما ان اری عنھم شقاھم یُقشّرُ
اب بظاہر غیر ممکن ہو کہ انکی شقاوت ان سے الگ کر دی جائے

فلمّا طغی الفسق المبید بسیله
پس جبکہ فسق ہلاک کنندہ ایک طوفان کی حد تک پہنچ گیا۔

تمنّیتُ لو کان الوباء المتبّرُ
تو میں نے آرزو کی کہ ملک میں طاعون پھیلے اور ہلاک کرے

فان ھلاک النّاس عند اولی النھیٰ
کیونکہ لوگوں کا مرجانا عقلمندوں کے نزدیک

احبّ واولیٰ من ضلال یدمّرُ
اِس سے بہتر ہے کہ گمراہی کی موت اُن پر آوے۔

[1] سہوِ کاتب سے کالمرضٰی کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا:۔ "میں دین کو دیکھتا ہوں کہ وہ بیمار کی طرح زمین پر پڑا ہوا ہے۔" (شمس)

۴۳

وَمَن ذا الذي منهم يخاف حسيبه
اور ان میں سے کون ہے جو اپنے خدا سے ڈرتا ہے۔
ومن ذا الذي يبغي السداد ويوثر
اور ان میں سے کون ہے جو نیکی کی راہ اختیار کر رہا ہے۔

ومن ذا الذي لا يفجر الله عامدًا
اور کون ان میں سے ہے جو عمدًا خدا کا گناہ نہیں کرتا۔
ومن ذا الذي برٌّ عفيفٌ مُطهّرٌ
اور کون ان میں نیک پرہیزگار پاک دل ہے۔

ومن ذا الذي ما سبّني لتقاته
اور کون ان میں سے ہے جس نے بوجہ پرہیزگاری مجھکو گالیاں نہ دیں۔
وقال ذروني كيف أُوذى واكفرُ
اور کہا مجھ کو چھوڑ دو میں کیونکر دکھ دوں اور کافر ٹھہراؤں

وكيف وانّ اكابر القوم كلّهم
اور بد زبانی سے بچنا کیونکر ہو سکے۔ وہ تو میری
عليَّ حراص والحسام مُشهّرٌ
جان لینے کے حریص ہیں اور تلوار کھینچی گئی ہے۔

ولكن عليهم رعب صدقٍ مُعظّم
لیکن میری شان کا رعب اُن پر عظیم ہے۔
فكيف يبارى الليثَ من هو جوذر
پس کیونکر شیر کا مقابلہ کر سکتا ہے وہ جو گوسالہ ہے۔

فليس بايدى القوم الا لسانهم
پس قوم کے ہاتھ میں بجز زبان کے کچھ نہیں وہ زبان
مُنَجَّسة بالسبّ والله ينظرُ
جو دشنام دہی کی نجاست سے آلودہ ہو اور خدا دیکھ رہا ہے۔

قضى الله انّ الطعن بالطعن بيننا
خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کی سزا طعن ہے
فذالك طاعون اتاهم ليُبصروا
پس وہ یہی طاعون ہے کہ انکے ملک میں پہنچ گئی ہے تا انکی آنکھیں کھلیں

وليس علاج الوقت الا اطاعتى
علاج وقت میری اطاعت ہے۔
اطيعوني فالطاعون يفنى ويُدحرُ
پس میری اطاعت کرو طاعون دور ہو جائیگی۔

وقد ذاب قلبي من مصائب ديننا
اور میرا دل دینی مصیبتوں سے گداز ہو گیا ہے۔
واعلم ما لا يعلمون وأبصرُ
اور مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو انہیں معلوم نہیں۔

وبثّي وحزني قد تجاوز حدّه
اور میرا غم اور حزن حد سے بڑھ گیا ہے۔
ولولا من الرحمٰن فضلٌ أُتبّرُ
اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔

وعندي دموعٌ قد طلعن المآقيا
اور میرے پاس وہ آنسو ہیں جو گوشہ آنکھ کے اوپر چڑھ رہے ہیں۔
وعندي صراخٌ لا يراه المكفّرُ
اور میرے پاس وہ آہ ہے جو کافر کہنے والا اس کو نہیں دیکھتا

۶۳

وَلِیْ دعواتٌ صاعداتٌ الی السما
اور میری وہ دُعائیں ہیں جو آسمان پر چڑھ رہی ہیں۔

وَلی کلماتٌ فی الصلادۃ تقعرُ
اور میری وہ باتیں ہیں جو پتھر میں دھس جاتی ہیں

وَ اُعطیتُ تاثیرًا من اللّٰہ خالقی
اور مَیں خدا سے جو میرا پیدا کرنیوالا ہے ایک تاثیر دیا گیا ہوں

وتاوی الیٰ قولی قلوبٌ تطھرُ
اور میری طرف پاک دل میل کرتے ہیں۔

و انّ جنانی جاذبٌ بصفاتہ
اور میرا دل اپنے صفات کے ساتھ کشش کر رہا ہے۔

و انّ بیانی فی الصخور یؤثّرُ
اور میرا بیان پتھروں میں تاثیر کرتا ہے۔

حفَرتُ جبالَ النفس من قوۃ العُلٰی
مَیں نے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی طاقت سے کھود دیا۔

فصار فؤادی مثل نھرٍ تفجّرُ
پس میرا دل اس نہر کی طرح ہوگیا جو جاری کی جاتی ہے۔

و اُعطیتُ من خلقٍ جدیدٍ من الھدیٰ
اور مجھے ایک نئی پیدائش ہدایت کی دی گئی۔

فکلّ بیانٍ فی القلوب اُصوّرُ
پس مَیں ہر ایک بیان دلوں میں نقش کر دیتا ہوں

فریقٌ من الاحرار لا یُنکرونَنی
ایک گروہ منصف مزاجوں کا مجھ سے انکار نہیں کرتا۔

وحزبٌ من الاشرار آذوا و انکروا
اور ایک گروہ شریروں کا دُکھ دے رہے ہیں اور انکار کرتے ہیں

وقد زاحموا فی کلّ امرٍ اردتُّہ
اور ہر ایک امر جس کا مَیں نے ارادہ کیا اسکی انہوں نے مزاحمت کی

فایّدنی ربّی ففرّوا و ادبروا
پس خدا نے میری مدد کی پس بھاگ گئے اور مُنہ پھیر لیا۔

وکیف عَصَوْا واللّٰہِ لم یُدْرِ سِترھا
اور کیوں نافرمان ہو گئے اس کا بخدا بھید کچھ معلوم نہ ہوا

وکان سنا برقی من الشمس اظھرُ
اور میری برق کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ظاہر تھی۔

لزمتُ اصطبارًا عند جورٍ اٰتاھم
مَیں نے انکے ظلم کی برداشت کی اور اسپر صبر کیا۔

وکان الاقاربُ کالعقارب تابزٌ
اور اقارب عقارب کی طرح نیش زنی کرتے تھے

ویعلم ربّی سرّ قلبی و سرّھم
اور میرا رب میرے بھید اور انکے بھید کو جانتا ہے

وکلّ خفیٍّ عندہ متحضّرٌ
اور ہر ایک پوشیدہ اُس کے نزدیک حاضر ہے۔

ولیس لعضب الحق فی الدھر کاسرٌ
اور خدا کی تلوار کو کوئی توڑنے والا نہیں۔

ومَنْ قام للتکسیرِ بغیًا فیُکسرُ
اور جو توڑنا چاہے وہ خود ٹوٹ جائے گا۔

ص۶۵

وَمَن ذا یعادینی وانّی حبیبه ۔ ومن ذا یرادینی اذ اللّٰه ینصرُ

اور کون میرا دشمن ہو سکتا ہے جبکہ خدا مجھے دوست رکھتا ہے ۔ اور کون سنگ اندازی کے ساتھ مجھ سے لڑائی کر سکتا ہے جبکہ خدا میرا مددگار ہے

ولو کنت کذّابًا کما هو زعمهم ۔ لقد کنت من دهرٍ اموت و اُقبَرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا جیسا کہ اُن کا گمان ہے ۔ تو میں ایک مدت سے مرا ہوتا اور قبر میں داخل ہوتا

یظنون انّی قد تقوّلتُ عامدًا ۔ بمکرٍ وبعض الظن اثم ومنکرٌ

وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں نے عمداً جھوٹ بنا لیا اور مکر سے جھوٹ بنایا اور بعض ظن ایسے گناہ ہیں جو شرع اور عقل کو انکے قبول کرنے سے انکار ہے

وکیف وان اللّٰه ابدی براءتی ۔ وجاء بآیاتٍ تلوح وتبهرُ

اور یہ کیونکر اور خدا نے تو میری بریت ظاہر کر دی ۔ اور وہ نشان دکھلائے جو روشن اور واضح ہیں ۔

ویأتیك وعد اللّٰه من حیث لا تری ۔ فتعرفه عین تحدّ وتبصرُ

اور خدا کا وعدہ اس طور سے تجھے پہنچیگا کہ تجھے خبر نہیں ہوگی ۔ پس اسکو وہ آنکھ شناخت کریگی جو اس دن تیز اور بینا ہوگی

امُکفِرِ مهلًا بعض هذا التهکم ۔ وخف قهر ربٍّ قال لا تقف فاحذرُ

اے میرے کافر کہنے والے اس غم و غصہ کو کچھ کم کر ۔ اور اس خدا سے ڈر جس نے کہا ہو لا تقف ما لیس لك به علم

واذ قلتُ انّی مسلم قلتَ کافر ۔ فاین التقی یا ایها المتهوّرُ

اور جب میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں تُو نے کہا کہ کافر ہے ۔ پس تیری تقویٰ کہاں ہے اے دلیری کرنے والے ۔

وان کنت لا تخشیٰ فقل لست مؤمنًا ۔ ویاتی زمان تُسئلن وتخبرُ

اور اگر تُو ڈرتا نہیں ہے پس کہدے کہ تُو مومن نہیں ۔ اور وہ زمانہ چلا آتا ہے کہ تُو پوچھا جائیگا اور آگاہ کیا جائیگا ۔

وانّی ترکت النفس والخلق والهوی ۔ فلا السب یوذینی ولا المدح یبطرُ

اور میں نے نفس اور مخلوق اور ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے ۔ پس اب مجھے نہ تو گالی دُکھ دیتی ہے اور نہ تعریف ناز اور خوشی پیدا کرتی ہے

وکم من عدوٍّ کان من اکبر العدا ۔ فلمّا اتانی صاغرًا صرتُ اصغرُ

اور بہت لوگ ہیں کہ جو میرے سخت دشمن تھے ۔ پس جب ایسا دشمن کسر نفسی سے میرے پاس آیا تو میں نے اس سے بڑھ کر کسر نفسی کی

ولست بذی کبر وربّی غیر انّنی ۔ اذا زاد فحشا ذو عنادٍ اصعّرُ

اور میں کچھ مغرور آدمی نہیں ہوں ہاں اس قدر ہے ۔ کہ جب کوئی گالی دینے میں حد سے بڑھ جائے تو میں اُس سے مُنہ پھیر لیتا ہوں ۔

۶۶

وَلَاغِلَّ فی قلبی ولا من جبانۃ
اور نہ میرے دل میں کچھ کینہ ہے اور نہ میں بُزدل ہوں۔

وَاُلْقِی حسامی مُغضیا و اُشْهِرُ
اور میں عفو کر کے اپنی تلوار پھینک دیا کرتا ہوں مگر مقابلہ میں کھینچ بھی لیتا ہوں

فان تبغنی فی حلقۃ السِلم تُلفنی
پس اگر تو مجھے صلحکاری کے حلقہ میں طلب کرے تو وہیں پائیگا

وان تَطلبنی فی المیادین اَحْضرُ
اور اگر تو مجھے جنگ کے میدان میں ڈھونڈے تو وہیں مجھے دیکھ لیگا۔

وارسلنی ربّی لاصلاح خلقہ
اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں۔

فیاصاح لا تنطق ھوًی وتصبّرُ
پس اے میرے صاحب نفسانی طور پر بات مت کر اور صبر سے میرے کام میں فکر کر

وان اك كذابًا فكذبی یبیدنی
اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا جھوٹ مجھے ہلاک کر دے گا

وان اك من ربی فمالك تهجرُ
اور اگر میں خدا کیطرف سے ہوں پس کیوں تو بیہودہ گوئی کرتا ہے

فذرنی وربّی وانتظر سیف حکمہ
پس مجھ کو میرے خدا کے ساتھ چھوڑ دے اور اسکے حکم کی تلوار کا منتظر رہ

لیقطع راسی اوقفا من یکفّر
تا وہ میرا سر کاٹے یا اُس کا جو مجھے کافر کہتا ہے۔

تحام قتالی واجتنب ما صنعتہ
میرے جنگ سے تو پرہیز کر اور اپنے بد کاموں سے الگ ہو جا۔

وانّا اذا جُلنا فانك مُدبرُ
اور جب ہم میدان میں آئے تو تو بھاگ جائے گا۔

اری الصالحین یُوفّقون لطاعتی
میں نیک بختوں کو دیکھتا ہوں کہ میری فرمانبرداری کیلئے وہ توفیق دئے جاتے ہیں۔

واما الغوی ففی الضّلالۃ یقبرُ
مگر جو ازلی گمراہ ہے وہ گمراہی میں قبر میں جائے گا۔

وذالك ختم اللّٰہ من بدو فطرۃ
اور یہ ابتدائے پیدائش سے خدا کی مُہر ہے۔

وان نقوش اللّٰہ لا تتغیّرُ
اور خدا کے نقش مُتغیّر نہیں ہو سکتے۔

کذالك نور الرشد ما یخطئ الفتی
اسی طرح جس فطرت میں رُشد کا نور ہو وہ اس مرد سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

وکُلّ نخیل لا محالۃ تُثْمرُ
اور ہر ایک کھجور انجام کار پھل لاتی ہے۔

ومن یك ذا فضل فیدرِكُ مقامہ
پس جس کے شامل حال فضل الٰہی ہے وہ اپنے مقام کو پالیگا

ولوفی شباب او بوقتٍ یُعَمّرُ
اگرچہ جوانی میں یا اس وقت کہ جب بڈھا ہو جائے

ولا یهلك العبد السعید جبلۃً
اور جس کی فطرت میں سعادت ہے، وہ ہلاک نہیں ہوگا۔

اذا ما عمی یوما باٰخر ینظرُ
اگر آج اندھا ہے تو کل دیکھنے لگیگا۔

وللغیّ آثارٌ وللرُّشد مثلها
اور گمراہی کیلئے نشان ہیں اور ایسا ہی رُشد کے لئے بھی

فقوموا لتفتیش العلامات وانظروا
پس تم علامات کی تفتیش کرو اور خوب دیکھو۔

اری الظلم یبقی فی الخراطیم وسمہ
میں دیکھتا ہوں کہ انسان کی ناک میں ظلم کی علامتیں باقی رہجاتی ہیں

ویُنصر مظلومٌ ضعیفٌ مُحسَّرٗ
اور مظلوم کو آخر مدد دیجاتی ہے جو ضعف اور نقصان زدہ ہوتا ہے

وقد اعرضوا عن کل خیر بغیظهم
اُنہوں نے ہر ایک نیکی سے غصہ سے مُنہ پھیر لیا جو میں نے پیش کی۔

کانی اراهم مثل نارٍ تسعّرُ
گویا میں ایک بھڑکتی ہُوئی آگ کی طرح اُنکو دیکھ رہا ہوں

ویُنصر مظلوم بآخر امرہ
اور مظلوم آخر کار مدد دیا جاتا ہے۔

ولا سیما عبد من اللّٰہ منذرُ
بالخصوص وہ بندہ جو خدا کی طرف سے ہے۔

اذا ما بکی المعصوم تبکی الملائك
جب معصوم روتا ہے تو اُسکے ساتھ فرشتے روتے ہیں

فکم من بلادٍ تُهلکن وتُجذرُ
پس بہت بستیاں ہلاک کی جاتی ہیں اور اُکھاڑی جاتی ہیں

اذا ذرفت عینا تقیٍّ بغُمّةٍ
جب ایک پرہیزگار کی آنکھیں آنسو جاری کرتی ہیں ایک غم کی وجہ سے

یفرّج کربٌ مسّہٗ او یبشّرُ
پس وہ بیقراری اُس سے دُور کی جاتی ہے یا بشارت دی جاتی ہے

علی الارض قوم کالسیوف دعاؤهم
زمین پر ایک قوم ہے کہ تلواروں کی طرح اُن کی دُعا ہے۔

فمن مسّ هذا السیف بالشرّ یبترُ
پس جو شخص اُس تلوار کو چھوتا ہے وہ کاٹا جاتا ہے۔

تری کیف نرقی والحوادث جمّة
ویهلك من یبغی هلاکی ویمکرُ

تُو دیکھتا ہے کہ ہم کیونکر ترقی کر رہے ہیں حالانکہ حوادث چاروں طرف سے جمع ہیں اور جو شخص میری ہلاکت چاہتا ہے اور مکر کرتا ہے وہ ہلاک کیا جاتا ہے

لنا کل آنٍ من مُعینٍ حمایة
ہمارے لئے ایک مددگار کی طرف سے حمایت ہے۔

نغادر صرعی ماکرین ونظفرُ
ہم مکر کرنے والوں کو گرا دیتے ہیں اور فتح پاتے ہیں۔

ایا شاتمًا لا شاتم الیوم مثلکم
اے گالی دینے والے آج تیرے جیسا دشنام دہندہ کوئی نہیں

وما ان اری فی کفکم ما یُبطِرُ
اور میں تمہارے ہاتھ میں وہ چیز نہیں دیکھتا کہ تمہیں اس ناز پر آمادہ کرتی ہو

تسبّ وما ادری علی ما تسبّنی
اور تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالی دیتا ہے

أ اٰذاك قولی فی حسینٍ فتوغرُ
کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا پس تُو برافروختہ ہوا۔

۶۸

اتحسبه اتقى الرجال وخيرهم
کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے۔

فما نالكم من خيره يا مُعذِّرُ
اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا اے مبالغہ کرنیوالے

اراكم كذات الحيض لا مثل طاهر
میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔

تطيّب ومن ماء العذابة تطهرُ
نہ اُس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے[1]۔

حسبتم حسينا اكرم الناس في الورى
تم نے حسین کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھ لیا ہے۔

وافضل ما فطر القدير ويفطرُ
اور تمام اُن لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے۔

كانّ امرءًا في الناس ما كان غيره
گویا لوگوں میں وُہی ایک آدمی تھا۔

وطهّره الرحمان والغير يفجرُ
اور اُس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔

وهذا هو القول الذي في ابن مريم
اور یہ تو وُہی قول ہے جو حضرت عیسیٰ کی نسبت

يقول النصارى ايها المتنصّرُ
نصاریٰ کہا کرتے ہیں اے نصاریٰ سے مشابہ

فيا عجبا كيف القلوب تشابهت
پس تعجب ہے کہ کیونکر دل باہم مشابہ ہوگئے

فكاد السما من قولكم تتفطّرُ
پس نزدیک ہے کہ آسمان اُن کی باتوں سے پھٹ جائیں۔

اتطرء عبدا مثل عيسى وتنحت
کیا تو عیسیٰ کی طرح ایک بندہ کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے

له رتبة كالانبياء وتهذرُ
اور اُس کے لئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے۔

الا ليت شعري هل رأيتَ مقامه
کاش تجھے سمجھ ہوتی کیا تُو نے اُس کا مقام دیکھ لیا ہے۔

كمثل بصير او على الظن تعمرُ
یا ساری عمارت ظن پر ہے۔

اتُعليه اطراءً وكذبًا وفريةً
کیا تُو اسکو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے بلند کرنا چاہتا ہے

اتسقيه كاسًا ما سقاه المقدّرُ
کیا تُو اسکو وُہ پیالہ پلاتا ہے جو خُدا نے اُس کو نہیں پلایا۔

[1] دوسرے مصرعہ کے تحت جو عبارت ہے وہ پہلے مصرع ہی کا ترجمہ ہے کاتب سے سہواً دوسرے مصرع کا ترجمہ رہ گیا ہے جو یہ ہے۔ "وہ خوشبو لگائے ہو اور حیض کے بعد اُسکے رحم سے پانی آنا بھی ختم ہو کر اسکے بھی پاک ہو چکی ہو۔ (شمس)

تکاد السموات العُلیٰ من کلامکم
قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے
تفطرن لولا وقتها منقرّرٌ
پھٹ جائیں اگر اُن کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اکان حسین افضل الرسل کلهم
کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔
اکان شفیع الانبیاء ومؤثرٌ
کیا وُہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

ص ۶۹

الا لعنة الله الغیور علی الذی
خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اُس شخص پر ہے
یمین باطراء ولا یتبصرٗ
جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

واما مقامی فاعلموا انّ خالقی
اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا
یحمدنی من عرشه ویوقرٗ
عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لنا جنّة سُبل الهُدیٰ ازهارها
ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اُسکے پھول ہیں
نسیم الصبا من شانها تتحیّرٗ
اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

تکدر ماء السابقین وعیننا
پہلوں کا پانی مکدّر ہوگیا۔
الیٰ آخر الایام لا تتکدّرٗ
اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدّر نہیں ہوگا۔

رأینا وانتم تذکرون رواتکم
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
وهل من نقول عند عین تُبصّرٗ
اور کیا قصّے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

وشتّان ما بینی وبین حسینکم
اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔
فانّی اؤیّد کلّ آنٍ وانصرٗ
کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا
مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔
الیٰ هذه الایّام تبکون فانظروا
اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

وانی بفضل الله فی حجر خالقی
اُربّیٰ واُعصمُ من لیامٍ تنمّروا
اور مَیں خدا کے فضل سے اسکے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔

وان یأتنی الاعداء بالسیف والقنا
اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں
فوالله انی اُحفظنّ واظفرٗ
پس بخدا مَیں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

وان یلقنی خصمی بنار مذیبة　　تجدنی سلیمًا والعدو یدمّرٗ
اور اگر میرا دشمن ایک گداز کرنے والی آگ میں مجھے ڈال دے　　تو مجھے سلامت پائے گا اور دشمن ہلاک ہوگا۔

واوعدنی قومٌ لقتلی من العدا　　فادرکھم قھر الملیك وخُسّروا
اور بعض دشمنوں نے مجھے قتل کرنے کے لئے وعدہ کیا　　پس خدا کے قہر نے انکو پکڑ لیا اور وہ زیاں کار ہو گئے

منہ

کذالك تبغی قھر ربّ محاسب　　وما ان اری فیك الکلام یؤثرٗ
اسی طرح تو بھی خدائی حساب لینے والے سے قہر طلب کر رہا ہے　　اور مَیں نہیں دیکھتا کہ تجھ میں کلام اثر کرے۔

بعثت من الله الرحیم لخلقه　　لانذر قومًا غافلین واخبرٗ
مَیں خدائے رحیم کیطرف سے اسکی مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہوں۔　　تاکہ مَیں غافلوں کو متنبہ کروں اور انکو خبر دوں۔

وذلك من فضل الکریم ولطفه　　علٰی کلّ من یبغی الصلاح ویشکرٗ
اور میرا آنا خدائے کریم کا فضل ہو اور اُس کا لطف　　ان تمام لوگوں پر ہے جو صلاحیت کے طلبگار ہیں اور شکر کرتے ہیں

اری النّاس یبغون الجنان نعیمھا　　واحلی اطائبھا التی لاتحصرٗ
مَیں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ بہشت اور اسکی نعمتوں کے طلبگار ہیں　　اور بہشت کی وہ لذات طلب کرتے ہیں جو اعلیٰ اور بے حد و پایاں ہیں۔

وابغی من المولٰی نعیمًا یسرّنی　　وما ھو الا ان صلیبٌ یُکسرٗ
اور میری خواہش ایک مراد ہے جس پر میری خوشی موقوف ہے　　اور وہ خواہش یہ ہے کہ کسی طرح صلیب ٹُوٹ جائے

وذلك فردوسی وخُلدی وجنّتی　　فادخلنِ ربّی جنّتی انا اضجرٗ
یہی میرا فردوس ہے یہی میرا بہشت ہے یہی میرا جنت ہے۔　　پس اے میرے خدا میرے بہشت میں مجھے داخل کر کہ میں بیقرار ہوں۔

وانّی ورثت المال مال محمّد　　فما انا الا آله المتخیّرٗ
اور مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔　　پس مَیں اسکی آل برگزیدہ ہوں جس کو ورثہ پہنچ گئی۔

وکیف ورثتُ ولستُ من ابناءه　　ففکّر وھل فی حزبکم متفکرٗ
اور مَیں کیونکر اس کا وارث بنایا گیا جبکہ مَیں اسکی اولاد میں سے نہیں ہوں۔　　پس اس جگہ فکر کر کیا تم میں کوئی بھی فکر کرنے والا نہیں۔

اتزعم ان رسولنا سید الوریٰ
کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیٰ زعم شانئہ توفی ابترٗ
بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فلا والذی خلق السماء لاجلہ
مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے۔

لہ مثلنا ولدٌ الی یوم یحشرٗ
بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے

وانا ورثنا مثل ولدٍ متاعہ
اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔

فای ثبوت بعد ذلک یحضرٗ
پس اس سے بڑھکر اور کونسا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے۔

لہ خسف القمر المنیر وان لی
اُس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور

غسا القمران المشرقان أتنکرٗ
میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا۔

وکان کلام معجز آیۃً لہٗ
اور اُس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔

کذلک لی قول علی الکل یبھرٗ
اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اذا القوم قالوا یدّعی الوحی عامدًا
جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمدًا وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔

عجبتُ فانی ظل بدر ینوّرٗ
میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وانّی لظلٍّ ان یخالف اصلہ
اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے

فما فیہ فی وجھی یلوح ویزھرٗ
پس وہ روشنی جو اُس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وانی لذو نسب کاصلٍ اطیعہ
اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذو نسب ہوں

ومن طینہ المعصوم طینی معطرٗ
اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

کفی العبد تقوی القلب عند حسیبنا
اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے۔ اور ایک صالح کو

ولیس لنسبٍ ذو صلاحٍ معیّرٗ
اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اُسکی نسب اعلیٰ نہیں۔

ولکن قضی رب السما لائمۃٍ
مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذو نسب ہوں

لھم نسب کیلا یھیج المتنفرٗ
تاکہ لوگوں کو اُنکی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

ومن کان ذا نسب کریم ولم یکن
اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر

لہ حسب فھو الدنیُّ المحقرٗ
اُس میں ذاتی صفات کچھ نہیں وہ کمینہ اور حقیر ہے۔

وللّٰہ حمدٌ ثم حمدٌ فاننا
اور خدا کو حمد ہے اور پھر حمد ہے کہ ہم نے اپنے اندر

جمعنا ھما حقًّا فلِلّٰہِ نَشکرُ
حسب اور نسب دونوں کو جمع کیا ہے پس ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔

کذلك سنن اللّٰہ فی انبیائہ
اسی طرح خدا کی سُنّت اُس کے نبیوں میں ہے۔

جرت من قدیم الدھر فاخشوا وابصروا
جو قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ پس ڈرو اور دیکھو

وامّا الذی ما جاء مثل ائمّۃٍ
مگر جو شخص اماموں میں سے نہیں ہے۔

فلیس لذالك شرط نسب فابشروا
اُس کیلئے نسب کی ضرورت نہیں پس خوشی کرو۔

ص۷۲ وما جئت الا مثل مطر ودیمۃٍ
اور مَیں مثل بارش کے آیا ہوں جو زور سے اور آہستگی سے برستی ہے۔

دَرورٍ وارویتُ البلاد واعمرُ
اور اس کا پانی جاری رہتا ہے اور مَیں نے شہروں کو سیراب کر دیا اور آباد کر رہا ہوں

وکم من اناس بایعونی بصدقھم
اور بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے مجھ سے بیعت کی

وما خالفوا قولی وما ھم تذمّروا
اور نہ انہوں نے میری بات کی مخالفت کی اور نہ وہ خبیث النفس ہو گئے

فقرّبتُ قُربانًا یُنجّی رقابھم
پس مَیں نے ایسی قربانی کی جس سے انکی گردنوں کو مَیں نے چھوڑا دیا۔

ویعلم ربّی ما نحرتُ وانحرُ
اور میرا خدا جانتا ہے کہ مَیں نے کیا قُربانی کی اور کیا کر رہا ہوں

ولی عزۃٌ فی حضرۃ اللّٰہ خالقی
اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے

فطوبیٰ لقوم طاوعونی وآثروا
پس خوشی ہو اُس قوم کیلئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھ کو اختیار کیا

اتی العلم بالمتقدمین وبعدھم
علم متقدمین کے ذریعہ سے آیا اور بعد ان کے جو کچھ

تلافی جمیع الفائتاتِ مؤخّرُ
ان کے زمانوں میں رہ گیا تھا اُس کی پیچھے آنیوالے نے تلافی کی۔

وما انا الا مثل مال تجارۃ
اور میں ایک مال تجارت کے مانند ہوں۔

فمن ردّنی کبرًا اُبیدُ واُخسّروا
پس جن لوگوں نے مجھے رد کیا وہ تباہی اور خسارہ میں ہے

وما ھلك الاشرارُ الّا لِبُخلِھِمْ
اور شریر لوگ تو محض اپنے بخل سے ہلاک ہوئے۔

وما فھموا اقوالنا وتنمّروا
اور ہماری باتوں کو انہوں نے نہ سمجھا اور پلنگی ظاہر کی۔

قلوب تضاھی اجمۃً موحوشۃً
بعض دل ایسے ہیں کہ اُس بن سے مشابہ ہیں جسمیں جنگلی جانور رہتے ہیں۔

فمن شکل انسٍ وحشھا تتنفّرُ
پس انسانوں کی شکل دیکھ کر اسکے وحشی متنفّر ہوتے ہیں۔

کبیر اناسٍ شرّھم فی زماننا
بڑا بزرگ ہمارے زمانہ میں وہ ہے جو بڑا شریر ہے

واعقلھم شیطان قوم و امکر
اور بڑا عقلمند وہ ہے جو تمام قوم میں ایک شیطان ہے اور سب سے بڑا مکر کرنے والا۔

فمن یتقی منھم ومن کان خائفا
پس کون ان میں سے ڈرتا ہے اور کون خائف ہے۔

اقلّب طرفی کلّ آنٍ وانظر
میں اپنی آنکھ ہر ایک طرف پھیر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

ومن کان فیھم ذوصلاحٍ کنادرٍ
اور جو شخص ان میں کچھ صلاحیت رکھتا ہوگا۔

فکان غریبا بینھم لا یُوقر
پس وہ ان میں ایک غریب ہوگا اسکی کوئی عزت نہیں ہوتی

وجاء کرھطٍ حولھم عامۃ الوریٰ
اور عام لوگ ایک گروہ کی طرح اُن کے پاس آ گئے

شطائب شتی مثل عُمیٍ فانکروا
متفرق گروہ جو اندھوں کی طرح تھے پس انکار کیا۔

اناخوا بوادٍ مارایٰ وجہ خضرۃٍ
ایسے جنگل میں فروکش ہوئے جس میں سبزی کا نام و نشان نہ تھا

وھل عند ارضٍ جذبۃٍ ما یخضرُ
اور کیا زمین بے نبات میں کوئی سبزہ پیدا ہو سکتا ہے۔

فابکی علیٰ تلک الثلثۃ بعدھم
پس میں ان تینوں یعنی شاہ اللہ اور مہر علی اور علی حائری پر روتا ہوں۔

علیٰ زمرۃٍ یقفونھم اتحسّرُ
اور نیز اس گروہ پر جو اُن کے پیرو ہیں حسرت کرتا ہوں

وما ان اریٰ فیھم مخافۃ ربّھم
اور مَیں اُن میں اُن کے رب کا کچھ خوف نہیں دیکھتا۔

شعوب لئامٍ بالملاھی تموّروا
بدبخت گروہ لہو و لعب کے ساتھ ناز کرتے ہیں۔

وما قمت فی ھذا المقام بمُنیتی
اور میں اس مقام میں اپنی خواہش سے کھڑا نہیں ہوا

و یعلم ربّی سرّ قلبی و یشعرُ
اور میرا خدا میرے دل کے بھید کو جانتا ہے۔

وکنت امرءًا ابغوا لخمول من الصبا
اور میں ایک آدمی تھا کہ بچپن سے گوشہ گزینی کو دوست رکھتا تھا

متیٰ یاتنی من زائرین اُصعّرُ
جب کوئی ملنے والا میرے پاس آتا تو میں کنارہ کش ہو جاتا

فاخرجنی من حجرتی حکم مالکی
پس مجھے حجرہ میں سے میرے مالک کے حکم نے نکالا۔

فقُمتُ ولم اُعرِض ولم اتعذّرُ
پس میں اُٹھا اور نہ میں نے اعراض کیا اور نہ تاخیر کی۔

وانی من المولیٰ الکریم وانہ
اور میں خدا کی طرف سے ہوں۔

یحافظنی فی کلّ دشتٍ ویخفرُ
اور خدا ہر ایک جنگل میں میری محافظت اور نگہبانی کرتا ہے

فكيدوا جميع الكيد يا ايها العدا

پس ہر ایک قسم کا مکر مجھ سے کرو اے دشمنو۔

فيعصمني ربّي وهذا مُقدّر

پس میرا خدا مجھے بچائے گا اور یہی مقدر ہے۔

مضٰى وقت ضرب المرهفات ودفوها

وہ وقت گزر گیا جبکہ تلواریں چلائی جاتی تھیں۔

و انّا ببُرهانٍ من الله ننحر

اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے ہیں

و لله سلطانٌ وحكم وشوكة

اور خدا کے لئے تسلط اور حکم اور شوکت ہے۔

ونحن كماة بالاشارة نحضر

اور ہم وہ سوار ہیں جو اشارہ پر حاضر ہوتے ہیں

اذا ما رأينا حائرٌ اجهل الورىٰ

اور جب میں نے علی حائری[1] جو سب جاہل تر ہے

طوينا كتاب البحث والآى اظهر

نشان جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ظاہر ہیں پھر بحث کی کیا حاجت

وما كنتُ بالصّمت المخجل راضيا

اور میں شرمندہ کرنے والی خاموشی پر راضی نہ تھا۔

ولكن رأيتُ القوم لم يتبصّروا

مگر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کچھ سوچتے نہیں۔

اخاطب جهرًا لا اقول تخافتٍ

میں کھلے کھلے مخاطب کرتا ہوں نہ پوشیدہ قول سے

فاني من الرحمٰن اوحى واخبر

کیونکہ میں خدا کی طرف سے وحی پاتا اور خبر دیا جاتا ہوں۔

ايا عابد الحسنين اياك واللظى

اے حسین اور حسن کی عبادت کرنے والے دوزخ کی آگ سے پرہیز کر

ومالك تختار السعير وتشعر

تجھے کیا ہو گیا کہ دوزخ کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے۔

وانت امرء من اهل سبّ وانّنا

اور تُو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ

رجالٌ لاظهار الحقائق نؤمر

وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کیلئے حکم دیئے جاتے ہیں

سببتَ وان السبّ من سنن دينكم

تُو نے گالیاں دیں اور گالیاں دینا تمہارا طریق ہے۔

لكلّ اُناس سنةٌ لا تغيّر

اور ہر ایک آدمی کیلئے ایک طریق ہے جو نہیں بدلتا۔

ترىٰ سقم نفسي ما ترىٰ آي ربنا

تُو میرے نفس کا عیب دیکھتا ہے اور خدا کے نشان نہیں دیکھتا

كانك غول فاقد العين اعور

گویا تُو ایک دیو ہے آنکھ کھوئی والا ایک چشم

---

[1] ترجمہ میں کچھ الفاظ سہوِ کاتب سے رہ گئے ہیں۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا "اور جب میں نے علی حائری کو جو سب سے جاہل تر ہے دیکھا تو دکھا کر" (شمس)

وما افلح العمران من ضرب لعنکم

اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے تمہارے سو مخلصی نہیں پائی

فمثلی لھذا اللعن احریٰ واجدر

پس میرے جیسا آدمی اس لعنت کے لئے لائق تر ہے۔

رویدک داب اللعن ھذا وصیتی

لعنت کرنے کی عادت کو چھوڑ دے یہ میری وصیت ہے

وبعض الوصایا من منایا تذکر

اور بعض وصیتیں موتوں کے وقت یاد آئیں گی۔

ویاتی زمانٌ یستبین خفاءنا

اور وہ زمانہ آتا ہے کہ ہماری پوشیدگی ظاہر ہو جائے گی

فما لک لا تخشیٰ ولا تتبصّر

پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ تو ڈرتا ہے اور نہ حق کو پہچانتا ہے۔

ولا تذکروا الاخبار عندی فانھا

اور میرے پاس محض خبروں کا کچھ ذکر مت کرو۔

کجلدۃ بیت العنکبوت تکسّر

کہ وہ عنکبوت کے گھر کی طرح توڑی جا سکتی ہیں۔

وانّی لاخبارٍ مقامٌ وموقفٌ

اور خبریں بمقابلہ اس کتاب کے کہاں ٹھیر سکتی ہیں۔

لدی شان فرقان عظیم معزّر

جو خدا کا بزرگ کلام قرآن شریف ہے۔

فلا تقف امرًا لست تعرف سرّہ

پس ایسے امر کی پیروی مت کر جس کا بھید تجھے معلوم نہیں

فتُسأل بعد الموت یا متھوّر

پس موت کے بعد اے دلیری کرنیوالے تو ضرور پوچھا جائیگا

ولستُ بشوّاقٍ الیٰ مجمع العدا

اور میں خواہ نخواہ دشمنوں کے مجمع کی طرف تو بہ شوق نہیں رکھتا

ولٰکن متی یستحضر القوم احضر

مگر جب مخالف لوگ مجھے بلاتے ہیں تو میں حاضر ہو جاتا ہوں

وللہ فی امری عجائب لطفہ

اور خدا کو میرے کام میں اپنی مہربانی کے عجائبات ہیں۔

اشاھدھا فی کلّ وقتٍ وانظر

میں اُن کو ہر ایک بات میں مشاہدہ کرتا ہوں۔

عجبتُ لختم اللہ کیف اضلّکم

میں خدا کی مہر پر تعجب کرتا ہوں کیونکر تم کو گمراہ کر دیا۔

فما ان اری فیکم رشید ایفکر

پس میں تم میں کوئی ایسا رشید نہیں دیکھتا جو فکر کرتا ہو۔

وھل من دلیل عندکم تؤثرونہ

اور کیا کوئی دلیل تمہارے پاس ہے جسکو تم نے اختیار کر رکھا ہے

فان کان فاتونا فانّا نفکّر

پس اگر ہو تو پیش کرو کہ ہم اس میں سوچیں گے۔

سیجزی المھیمنُ کاذبا تارک الھدیٰ

خدا تعالیٰ جھوٹے کو سزا دے گا جو ہدایت کو چھوڑتا ہے

کلانا امام اللہ لا نتستّر

ہم دونوں گروہ خدا کے سامنے ہیں جو اس سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے

اتعصون بغیًا من اتی من ملیکِکُم
کیا تم محض بغاوت کی رو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہو

وقد تمت الاخبار والاٰی تبہر
اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اُٹھے

وقد قیل منکم یاتینَّ اِمَامُکُمْ
اور تم سُن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا

وذٰلِكَ فی القرآن نبأٌ مُکرّر
اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔

اتانی کتاب من کذوبٍ یُزوِّر
مجھے ایک کتاب کذّاب کی طرف سے پہنچی ہے۔

کتاب خبیث کالعقارب یا بر
وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔

فقلت لك الویلات یا ارض جولر
پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت

لُعنتِ بملعون فانتِ تُدمّر
تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑیگی

تکلم ھذا النکس کالزمع شاتما
اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے

وکل امرء عند التخاصم یُسبر
اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

اتزعم یا شیخ الضلالة اننی
کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہو کہ میں نے یہ جھوٹ

تقوّلتُ فاعلم ان ذیلی مُطھرٌ
بنالیا ہو پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے۔

اتنکر حقا جاء من خالق السما
کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔

سیبدی لك الرحمان ما انت تُنکر
خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کریگا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

اذا ما رأینا انّ قلبك قد غسا
جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔

ففاضت دموع العین والقلب یضجر
تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بیقرار تھا۔

اخذتم طریق الشرك مرکز دینکم
تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔

اھذا ھو الاسلام یا متکبّر
کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

وما انا الا نائب اللہ فی الوریٰ
اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔

ففروا الیّ وجانبوا البغی واحذروا
پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وانّ قضاء اللہ یأتی من السما
اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔

وما کان ان یُطویٰ ویلغیٰ ویحجر
اور ممکن نہیں ہوگا کہ موقوف رکھی جاوے اور باطل کیجائے اور روک دیجائے۔

نطقتَ بکذبٍ ایّھا الغول شقوۃ
اے دیو تُو نے بد بختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔

خف اللہ یا صید الردی کیف تجسرُ
اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔

اتقصد عِرضی بالاکاذیب والجفا
کیا جھوٹی باتوں کے ساتھ میری آبرو کا قصد کرتا ہے۔

وانت من الدّیّان لا تتستّرُ
اور تُو سزا دینے والے سے پوشیدہ نہیں ہے۔

وان تضربنّ علی الصّلات زجاجۃ
اور اگر تُو شیشہ کو پتھر پر مارے۔

فلا الصخر بل انّ الزجاجۃ تُکسرُ
تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ہی ٹوٹے گا۔

تعالیٰ مقامی فاختفی من عیونکم
میرا مقام بلند تھا پس تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا

وکل رفیعٍ لا محالۃ یُستَرُ
اور ہر ایک دور اور بلند بالضرور پوشیدہ ہو جاتا ہے

وفی حزبکم انّا نری بعض اٰیۃ
ہم نے تمہارے گروہ میں بعض نشان اپنے پائے۔

فانّا دعونا حزبکم فتأخروا
کیونکہ ہم نے تمہارے گروہ کو بلایا اور وہ پیچھے ہٹ گئے

تبصّر خصیمی ھل تریٰ من مطاعن
اے میرے دشمن تُو سوچ لے کہ کیا ایسے بھی اعتراض ہیں

علیّ خصوصًا غیر قوم تُطھّرُ
جو خاص مجھ پر وارد ہوتے ہیں اور دوسرے نبیوں پر وارد نہیں ہوتے جنکو تُو پاک سمجھتا ہے

وارسلنی ربی باٰیات فضلہ
اور خدا نے اپنے نشانوں کے ساتھ مجھے بھیجا۔

لاعمر ما ھدّ اللئام ودعثروا
تاکہ میں اس عمارت کو بناؤں جو لئیموں نے اُسکو توڑا اور ویران کیا

وفی الدین اسرار وسبل خفیّۃ
اور دین میں بھید ہیں اور پوشیدہ راہیں ہیں۔

ویظھرھا ربّی لعبدٍ یُخیّرُ
اور میرا رب وہ بھید اُس بندہ پر ظاہر کرتا ہے جسکو چن لیتا ہے

وکم من حقائق لا یُری کیف شبحھا
اور بہت سی حقیقتیں ہیں جو انکی صورت نظر نہیں آتی۔

کنجمٍ بعیدٍ نورھا یتستّرُ
اُس ستارہ کی طرح جو دُور تر ہے بباعث دوری اُن حقائق کا نور چھپ جاتا ہے

فیاتی من اللہ العلیم معلّم
پس خدا کی طرف سے ایک معلّم آتا ہے۔

ویھدی الی اسرارھا ویُفسّرُ
اور اسکے بھید ظاہر کرتا ہے اور بیان فرماتا ہے۔

ولٔن کنتَ قد اٰلیت انّک تُنکر
اور اگر تُو نے قسم کھائی ہے کہ تُو انکار کرتا رہے گا۔

فکِدنی لما زوّرت فالحق یظھرُ
پس تُو جس طرح چاہے اپنی دروغ بازی سے فریب کر اور حق ظاہر ہو کر رہے گا۔

وسوف ترٰی انی صدوق مؤیَّد ولستُ بفضل اللّٰہ ما انت تسطرُ

اور عنقریب تُو دیکھے گا کہ مَیں سچا ہوں اور مدد دیا گیا ہوں۔ اور مَیں خدا کے فضل سے ایسا نہیں جیسا کہ تُو لکھتا ہے

ویبدی لک الرحمان امری فینجلی آانی ظلامٌ او من اللّٰہ نیّرُ

اور خدا میری حقیقت تیرے پر ظاہر کریگا پس کُھل جائے گا کہ کیا مَیں تاریکی ہوں یا نُور ہوں۔

اُریک وغدّار الزمان اباالوفا یداللّٰہ فالضوضاۃ یُخفی ویُستر

مَیں تجھے اور غدّار زمانہ ثناء اللہ کو خدا کا ہاتھ دِکھاؤں گا پس شور و فریاد سب توقف ہو جائیگی

ویعلم ربی من تصلّف وافترٰی ومن ھو عند اللّٰہ برٌّ مطھّرُ

اور خدا میرا جانتا ہے کہ شریر اور مُفتری کون ہے اور کون وُہ ہے جو اُسکے نزدیک نیک اور پاک ہے۔

۷۵ اتطفئ نورًا قد ارید ظھورہٗ لک البھر فی الدارین والنور یبھرُ

کیا تُو اُس نُور کو بجھانا چاہتا ہے جس کا ظاہر کرنا ارادہ کیا گیا ہے تجھے دونوں جہانوں میں بدبختی ہو اور نُور ظاہر ہو کر رہے گا۔

الا ان وقت الدجل والزور قد مضٰی وجاء زمان یحرق الکذب فاصبروا

خبردار ہو جھوٹ اور فریب کا وقت گذر گیا۔ اور وہ زمانہ آگیا جو جھوٹے کو جلاوے گا پس صبر کر

وان کنت قد جاوزت حدّ تورّعٍ فکفّر وکذّب ایّھا المتھوّرُ

اور اگر تُو پرہیزگاری کی حد سے آگے گذر گیا ہے۔ پس مجھے کافر کہہ اور تکذیب کر اے دلیر آدمی۔

ایا ایّھا الموذی خف القادر الذی یشجّ رؤس المعتدین ویقھرُ

اے دُکھ دینے والے اُس قادر خدا سے خوف کر جو تجاوز کرنیوالوں کا سر توڑتا ہے اور اُن پر قہر نازل کرتا ہے

اذا ما تلظّی قھرہ یھلک الورٰی فلیس بواقٍ بعدہ یا مزوّرُ

جب اُس کا قہر بھڑکتا ہے تو لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پھر اُسکے بعد اے مزوّر کوئی بچانے والا نہیں ہوتا

ولستَ تُراعی نھج رفق ولینۃٍ کذاب ثناء اللّٰہ تؤذی وتابرُ

اور تُو نرمی کی راہ کی رعایت نہیں رکھتا۔ اور مولوی ثناء اللہ کی طرح نیش زنی کرتا ہے

الا انّ حسن الناس فی حسن خُلقهم
خبردار ہو کہ لوگوں کی خوبی اُنکے خُلق کی خوبی میں ہے

ومن یقصد التحقیر خُبثاً یُحقّرٗ
اور جو شخص شرارت سے تحقیر کرتا ہو اُسکی بھی تحقیر کی جاتی ہے

آخیت ذئباً عایثاً او ابا الوفا
کیا تُونے کسی بھیڑیئے سے دوستی لگائی یا مولوی ثناء اللہ سے

اوافیت مُدّاً اور ئیت امرتسرٗ
کیا تُونے مُدّ میں اپنا قدم ڈالا۔ یا امرتسر میں

الا انّ اهل السبّ یُدریٰ بلطمةٍ
خبردار ہو کہ گالی دینے والا طمانچہ سے متنبہ کیا جاتا ہے

ومجرم لطمٍ بالهراوی یُکسّرٗ
اور جو طمانچہ مارنے کا مجرم ہو اُسکو سونٹوں کے ساتھ توڑا کرتے ہیں

فایّاك والتوهین والسبّ والقلیٰ
پس تُو توہین اور گالی اور دشمنی سے پرہیز کر

اذا مارمیت الحجر بالحجر تُنذرٗ
جب تُونے پتھر چلایا تو پتھر سے ہی ڈرایا جائے گا۔

واعلم ان اللعن والسبّ دابکم
اور مَیں جانتا ہوں کہ لعنت بازی اور گالی تمہاری عادت ہے

ومن اکثر التکفیر یوماً سیکفرٗ
اور جو شخص بار بار لوگوں کو کافر کہیگا ایکدن وہ بھی کافر ٹھیرایا جائیگا

وانا وایّاکم امام ملیکنا
اور ہم اور تم خدا کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

فیقضی قضایانا کما هو ینظرٗ　　ص۷۹
پس وہ ہمارے مقدمہ کو جیسا کہ دیکھ رہا ہے فیصلہ کریگا۔

فان کنتُ کذّابا کما انت تزعم
پس اگر میں جھوٹا ہوں جیسا کہ تُو گمان کرتا ہے ۔

فتعلیٰ وانّی فی الانام اُحقّرٗ
پس تُو اونچا کیا جائیگا اور مَیں لوگوں میں حقیر کیا جاؤں گا۔

وان کنتُ من قوم اتوا من ملیکهم
اور اگر میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو اپنے بادشاہ کیطرف سے آئے

فتجزیٰ جزاء المفسدین وتُبترٗ
پس تجھے وہ سزا ملے گی جو مفسدوں کو ملا کرتی ہے ۔

واقسمت باللّٰه الذی جلّ شانهٗ
اور مَیں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی شان بزرگ ہے

سیکرمنی ربّی وشانی یُکبّرٗ
کہ عنقریب خدا میرا مجھے بزرگی دے گا اور میری شان بلند کیجائے گی

شعرنا مآل المفسدین ومن یعش
ہمیں انجام کار مفسدوں کا معلوم ہوگیا ہے اور جو شخص

الیٰ بُرهةٍ من بعد ذٰلك یشعرٗ
کچھ مدت تک زندہ رہے گا اُسے بھی معلوم ہوجائے گا۔

وفی الارض احناشٌ وسبعٌ وشرّهم
اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی مگر سب سے بدتر

رجال اهانونی وسبّوا وکفّروا
وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں

منعنا من الکذب الکثیر فکاثروا
وشرّ خصال المرء کذب یکرّرُ

ہم نے بہت جھوٹ سے انکو منع کیا پس انہوں نے جھوٹ کثرت کے ساتھ بولنا شروع کیا۔ اور انسان کی بدترین خصلت وہ جھوٹ ہے جو بار بار بیان کرتا ہے

کتبتَ فویل للانامل والقلم
وتبّت ید تغوی الانام وتھذر

تُونے اپنی کتاب لکھی پس ان انگلیوں پر واویلا ہے
اور ہلاک ہوگیا وہ ہاتھ جو لوگوں کو گمراہ کرتا اور بکواس کرتا ہے

وکیف الفراغۃُ للرّسالۃ حُصّلت
الدیک طنبورٌ وما انت تزمرُ

اور کیونکر رسالہ تالیف کرنے کے لئے فراغت پیدا ہوگئی
کیا طنبورہ اور دُوسرے مزامیر تیرے پاس موجود نہ تھے

اُوَانِسُ رجز الکذب فیھا کأنّھا
کنیف وقد عاینتُ والعین تقذرُ

میں جُھوٹ کی پلیدی اس رسالہ میں دیکھتا ہوں گویا وُہ
پاخانہ ہے اور مَیں نے دیکھا اور آنکھوں نے کراہت کی۔

زمانٌ یسُحّ الشر عن کل فیقۃ
وزلزلۃٌ اردی الاناس وصرصرٌ

یہ وُہ زمانہ ہے کہ وقتاً فوقتاً شر کے بادل سے پانی نکال رہا ہے
اور ایک زلزلہ ہے جس نے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور ہوا سخت اور تیز چل رہی ہے

ففی ھذہ الایّام یُطری ابن مریم
مسیحٌ اضل بہ النصاریٰ وخسروا

پس ان دنوں وہ مسیح تعریف کیا جاتا ہے۔
جس کے ساتھ نصاریٰ نے مخلوق کو گمراہ کیا اور ہلاک کیا۔

کذٰلک فی الاسلام عاث تشیّعٌ
اباد واکثیرًا کا للصوص ودمّروا

اسی طرح اسلام میں شیعہ مذہب پھیل گیا ہے
چوروں کی طرح بہتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

نری شرکھم مثل النصاریٰ مخوّفا
نری الجاھلین تشیّعوا وتنصّروا

ہم اُن کے شرک کو نصاریٰ کی طرح خوفناک دیکھتے ہیں
ہم جاہلوں کو دیکھتے ہیں کہ شیعہ ہوتے جاتے ہیں اور نصرانی بھی

فتُب واتّق القھار ربّک یا علی
وان کنت قد ازمعت حربی فاحضرٗ

پس اے علی حائری تُو خدا سے ڈر اور توبہ کر
اور اگر تُونے میرے مقابلہ کا قصد کرلیا ہے تو تُو حاضر ہو

عکفتم علی قبر الحسین کمشرکٍ
فلا ھو نجّاکم ولا ھو ینصرٗ

تم نے مشرکوں کی طرح حسین کی قبر کا اعتکاف کیا۔
پس وُہ تمہیں چھڑا نہ سکا اور نہ مدد کر سکا۔

الا ربّ یوم کان شاھد عجزکم
ولا سیما یوم اذا الصحب خُیّروا

خبردار ہو کہ تمہارے عاجز رہنے کیلئے کئی دن گواہ ہیں۔
خصوصاً وُہ دن جبکہ ابوبکر اور عمر اور عثمان خلیفے ہوگئے اور حضرت علی رہ گئے

ویوم فعلتم ما فعلتم بغدرکم ۔۔۔ باخ الحسین وولدہ اذ اُحصرُوا
اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فظلّ الأسارٰی یلعنون وفاءکم ۔۔۔ فررتم واھل البیت اوذوا ودمّروا
پس وہ قیدی یعنی اہلبیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے ۔۔۔ تم بھاگ گئے اور اہلبیت دکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھناك ترا ءی عجز من تحسبونه ۔۔۔ شفیع النبیّ محمّدٍ فتفکّروا
تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔ جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا

زعمتم حسینًا انه سیّد الورٰی ۔۔۔ وکل نبیّ منه ینجو ویغفرُ
تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا

فان کان ھٰذا الشرك فی الدّین جائزًا ۔۔۔ فبالّلغو رسل اللہ فی النّاس بعثروا
پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

وذٰلك بھتان وتوھین شانھم ۔۔۔ لك الویل یا غول الفلا کیف تجسر ص۸۱
اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسر شان ہے ۔۔۔ اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طلبتم فلاحًا من قتیلٍ بخیبةٍ ۔۔۔ فخیّبکم ربّ غیور متبّرُ
تم نے اُس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا ۔۔۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنیوالا ہے۔

وواللہ لیست فیه منّی زیادةٌ ۔۔۔ وعندی شھادات من اللہ فانظروا
اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ ۔۔۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحِبّ لکن حُسینکم ۔۔۔ قتیل العدا فالفرق اجلی واظھر
اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین ۔۔۔ دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

حدرنا سفائنکم الی اسفل الثّرٰی ۔۔۔ واوثانکم فی کلّ وقتٍ نکسّرُ
ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثریٰ کی طرف اُتار دیں ۔۔۔ اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

وواللہ انّ الدھر فی کلّ وقته ۔۔۔ نصیحٌ لکم فی نصحه لا یقصّرُ
اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں ۔۔۔ تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تناھی لسان الناس عن داب فحشھم ۔۔۔ ومقولکم یجری ولا یتحسّر

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔ اور تمہاری زبان ابتک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔

اشعتم طریق اللعن فی اھل سنۃٍ ۔۔۔ فاجروا طریقتکم فان شئتم انظروا

تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت و الجماعت میں شائع کر دیا پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو

فیالیت متم قبل تلک الطرائق ۔۔۔ ولم یک دین اللہ منکم یخسّر

پس کاش تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔ اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔

جعلتم حسینًا افضل الرسل کلّھم ۔۔۔ وجزتم حدود الصدق واللہ ینظر

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔ اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے۔

وعند النوائب والاذی تذکرونہ ۔۔۔ کأنّ حسینًا ربکم یا مزوِّرُ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو گویا حسین تمہارا رب ہے اے بدبخت جھوٹ بولنے والے

وخرّت لہ احبارکم مثل ساجد ۔۔۔ فما جرم قوم اشرکوا أو تنصّروا (ص۸۲)

اور تمہارے علماء سجدہ کرنیوالوں کی طرح اسکے آگے گر گئے۔ پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

نسیتم جلال اللہ والمجد والعلٰی ۔۔۔ وما وِردُکم الا حسینٌ أتنکرُ

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہی کیا تو انکار کرتا ہے۔

فھٰذا علی الاسلام احدی المصائب ۔۔۔ لدی نفحات المسک قذرٌ مقنطر

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔

وان کان ھٰذا الشرک فی الدین جائزًا ۔۔۔ فباللغو رسل اللہ فی الناس بُعثروا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

وایّ صلاح ساق جُند نبیّنا ۔۔۔ الی حرب حِزب المشرکین فدمّروا

اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبیؐ کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔ مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

* حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے نعوذ باللہ اپنے معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

وشنوا علیھم کل شن بموطن | فصار من القتلی براز معصفرُ

اور اپنی کوششوں سے خوب ان مشرکوں کو تباہ کیا لڑائی کے میدان میں | یہانتک کہ اُن کُشتوں سے میدان جنگ سُرخ ہو گیا۔

وکم من زراعات اُبیدت ومثلھا | بیوت مُبناۃ وطِرفٌ مُصدَّرُ

اور بہت سی کھیتیاں تباہ کی گئیں اور گھر ویران کئے گئے اور وہ گھوڑے جو سب سے آگے نکل جاتے تھے مارے گئے۔

و اُحرق مال المشرکین و حُصّلت | مغانم شتی والمتاع الموقّرُ

اور مشرکوں کا گھر بار جلایا گیا۔ | اور بہت سی غنیمتیں اور بہت سے متاع حاصل کئے گئے۔

ببدرٍ و اُحدٍ قام نوع قیامۃٍ | وکان الصحابہ کالافانین کُسّروا

بدر میں اور اُحد کی لڑائی میں ایک قیامت برپا تھی | اور اصحاب رضی اللہ عنہم شاخوں کی طرح توڑے گئے۔

ھمت مثل جریان العیون دماءھم | تسوّر دعص الرمل ما کان یقطرُ

اور چشموں کی طرح اُن کے خون رواں ہو گئے۔ | اور اُن کا خون ریت کے تودہ کے اُوپر چڑھ گیا۔

وکان بُحرّ الرمل موقفھم فھم | علی رِسلھم باروا اعداھم وجمّروا

اور خالص ریت میں انکے کھڑے ہونے کی جگہ تھی پس انہوں نے | بڑے وقار اور آرام سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور لڑائی پر جمے رہے۔

۸۳

وقاموا لبذل نفوسھم من صدقھم | علی موطنٍ فیہ المنیّۃ ینزءرُ

اور اپنے صدق سے جان قربان کرنے کیلئے ایسی جگہ کھڑے ہو گئے | جس میں موت شیر کی طرح غرّاتی تھی۔

وصُبّت علی راس النبی مصیبۃٌ | ودقّوا علیہ من السیوف المِغفرُ

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سر پر ایک مصیبت نازل ہوئی | اور دشمنوں نے اُسکے خود کو تلواروں سے اُسکے سر میں دھنسا دیا۔

مقابلہ کرو تو اس مقابلہ کی کیا ضرورت تھی بلکہ مُشرکوں کو تو کہنا چاہیئے تھا کہ تم اپنے شرک میں حق پر ہو۔ اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ غلط ہے اب تم مہربانی کرکے جنگ چھوڑ دو اور ہمیں دُکھ نہ دو۔ ہم تم سے بمقابلہ تمہارے کوئی جنگ نہیں کرتے اور ہم مانتے ہیں کہ غیر اللہ سے مُرادیں مانگنا سب سچ ہے اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ

على مثلها لم نطلع في مكلّم
اُن تمام مصیبتوں کیلئے دوسرے نبی میں نظیر نہیں پائی جاتی۔

وان كان عيسى او من الرسل آخر
خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو

ففكّر أهذا كله كان باطلًا
پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔

وما كان شرك الناس شيئًا يُغيّرُ
اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے

الا لائمي عارَ النساء ابا الوفا
اے عورتوں کے عار ثناء اللہ

الام كفتيان الوغى تتنمر
کب تک مردانِ جنگ کی طرح پلنگی دکھلائیگا

أردتُ الهوى من بعد ستّين حجّة
کیا مَیں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہَوا پرستی کو اختیار کیا

وذٰلك رأي لا يراه المُفكّرُ
یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔

اريناك آيات فلا عذر بعدها
ہم تجھے ایک[1] نشان دکھلاتے ہیں اور اسکے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا

وان خلتها تخفى على الناس تظهر
اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ رہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

اردتَ بمُدٍّ ذِلّتي فرأيتها
تو نے مقام مُدّ میں میری ذلّت کو چاہا پس خود ذلّت اُٹھائی۔

ومن لا يُوقّرُ صادقًا لا يوقّرُ
اور جو شخص صادق کی بے عزّتی کرتا ہے وہ خود بیعزّت ہوجائیگا

وكأيّن* من الآيات قد مرّ ذكرها
اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔

رأيتم فاعرضتم وقلتم تُزوّرُ
تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

فعنّ لنا بعد التجارب حيلة
پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔

لنكتب اشعارا بها الآي تشعرُ
تاہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیں

فهذا هو التبكيت من فاطر السما
پس اسکا ذریعہ سے تمہارا مُنہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

وهذا هو الافحام منّي ففكّروا
اور یہی میری طرف سے اتمام حجت ہے۔

[1] سہوِ کاتب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا:۔ ”ہم تجھے کئی ایک نشان دِکھلاتے ہیں۔“ (شمس)

* يُستعمل لفظ كأيّن كما يُستعمل كائن في لسان العرب۔ منہ

صـ ۸۴

اثارت سنابک طرفنا نقع فوجکم
ہمارے گھوڑوں کے سموں نے تمہاری خاک اُڑادی۔

فھل من کمی للوغٰی یتبختر
پس کیا تم میں کوئی سوار ہے جو میدان میں آوے۔

اتثبت عظمۃ آیتی بتقاعس
کیا اب تُو پیچھے ہٹنے سے میرے نشان کو ثابت کردیگا

وقد جئت مُدًّا ساعیًا لتحقر
اور تُو مُدّ میں دوڑتا ہُوا آیا تھا تا میری تحقیر کرے

فان تُعرِضنّ الاٰن یا بن تصلف
پس اگر اب تُونے مقابلہ سے مُنہ پھیر لیا۔

فھٰذا علی بطن المکذّب خنجر
پس یہ طور تو مکذّب کے پیٹ پر ایک تلوار ہے

وان کنت تختار الھزیمۃ عامدًا
اور اگر تُو عمدًا شکست کو اختیار کرے گا۔

وتھوی بوھد الذل عجزًا وتحدر
اور ذلّت کے گڑھے میں عاجزی سے گر پڑیگا۔

ففیھا نکال العٰلمین ولعنۃ
پس اس میں دین و دُنیا کا وبال اور لعنت ہے۔

وفیھا فضیحتکم الا تتذکر
اور اس میں تمہاری رُسوائی ہے کیا تم خیال نہیں کرتے

وما لک لا تستطیع ان کنت صادقا
اور اگر تُو سچا ہے تو کیوں اب تجھے مقابلہ کی قدرت نہیں ہوتی

لاھل صلاح کل امر میسّر
اور صادق کے لئے ہر ایک کام آسان کیا جاتا ہے

وکنتَ اذا خُیّرتَ للبحث والوغا
اور جب تُو مقام مُدّ میں بحث کیلئے انتخاب کیا گیا۔

سطوت علینا شاتما لتوقّر
تُونے ہم پر حملہ کیا تا اس طرح تیری عزت ہو

لعمری لقد شجّت قفاک رسالتی
اور مجھے قسم ہے کہ میرے رسالہ نے تیرا سر توڑ دیا۔

وان متّ لا یاتیک عونٌ معزّز
اور اب اگر تُو مر بھی جائے تو تجھے وُہ مدد نہیں پہنچنے کی جو تجھے عزت دے

وکیف وانتم قد ترکتم معینکم
اور تمہیں مدد کیونکر پہنچتی تم تو خدا کو چھوڑ بیٹھے۔

ولیس لکم مولٰی ومن ھو ینصر
اور تمہارا اب کوئی مولا نہیں جو تمہیں مدد دے۔

افیکم کمیٌّ ذو نضالٍ شمردلٌ
کیا تم میں کوئی سوار لڑنے والا بہادر موجود ہے

فان کان فلیحضر ولا یتأخّر
پس اگر ہو تو چاہیئے کہ حاضر ہو جائے اور توقف نہ کرے

وجئناک یا صید الردٰی بھدیّۃ
او رے وبال کے شکار ہم تیرے پاس ایک ہدیہ لیکر آئے ہیں۔

ونُھدی الیک المرھفات ونعقر
اور ہم تیز تلواروں کا یعنے لاجواب قصیدہ کا تجھے ہدیہ دیتے ہیں

ص۸۵

فابشر وبشّر كل غول يسبني
پس خوش ہو اور ہر ایک غول جو مجھ کو گالی دیا کرتا تھا اس کو بشارت دے

سياتيك منى بالتحائف سرور
عنقریب میری طرف سے سید محمد سرور تحفہ لیکر تیرے پاس آئیں گے

وانى انا البازى المطل على العدا
اور مَیں وُہ باز ہوں جو دشمنوں پر جا پڑتا ہے۔

وانّى مُعانٌ من معين يكبّرُ
اور مَیں خدا تعالیٰ سے مدد دیا گیا ہوں۔

أثِر كل شرقيّ البلاد وغربها
تو مشرق مغرب کو میرے مقابل پر برانگیختہ کر

وكل اديب كان كالبقّ يطمرُ
اور ہر ایک ادیب کو بُلا لو جو مچھر کی طرح کُودتا تھا۔

ومن كان يحكي ناقةً مشمعلّةً
اور اُس شخص کو بُلالو جو تیز رَو اُونٹنی کے مشابہ ہو

صغار يمسّ القوم فاسعوا ودبّروا
قوم کو بڑی خواری پیش آئی ہے دَوڑو اور کچھ تدبیر کرو

وانى لعمر الله لستُ بجائرٍ
اور مَیں بخدا ظالم نہیں ہوں۔

وان كنت تاتى بالصواب فادبُرُ
اگر تمہارا جواب درست ہوگا تو مَیں پیچھے ہٹ جاؤنگا

وان كنتَ لا تصغى الينا تغافلا
اور اگر تُو نے ہمارے اس قول کی طرف توجّہ نہ کی

تهدّ وتُلغى كلما كُنتَ تعمُرُ
تو تُو اس عمارت کو ڈھاویگا اور بیکار کردیگا جو تُونے بنائی تھی

الستَ ترىٰ يرمى القنا مَنْ عندكم
کیا تُو نہیں دیکھتا کہ وُہ شخص تم پر نیزے چلا رہا ہے

جَهُولٌ ولا يدرى العلوم واكفرُ[1]
کہ جو تمہارے نزدیک جاہل بے علم

فاين ضَرَبْ منكم علامة صدقكم
پس کہاں کُود کر تمہاری سچائی کی علامت چلی گئی۔

واين اختفى علمٌ به كنتَ تُكفّرُ
اور کہاں وُہ علم چلا گیا جس کے ساتھ تُو کافر بناتا تھا

واين التّصلف بالفضائل والنُّهىٰ
اور کہاں وہ لاف زنی جو فضیلت اور عقل کی کیجاتی تھی۔

واين بهذا الوقت قوم ومعشرُ
اور کہاں ہے اس وقت تیری قوم اور تیرا گروہ۔

واين عفت منكم طلاقة ألسنٍ
اور کہاں نابود ہوگئی زبانوں کی چالاکی۔

سلاطٍ علينا مثل سيف يشهّرُ
وہ زبانیں جو ہم پر تلوار کی طرح کھینچی گئی تھیں۔

[1] سہوِ کاتب سے واکفر کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یُوں ہے: "جو تمہارے نزدیک جاہل۔ بے علم اور کافر ہے۔" (شمس)

وفی خمسةٍ قد تم نظم قصیدتی
اور میرا قصیدہ پانچ دن میں ختم ہوا۔

بل الوقت خالصة اقل واقصر
بلکہ اصل وقت اس سے بھی کمتر ہے یعنی تین دن

ص۸۶

ففکر بجُهدك خمس عشرة لیلةً
پس تُو پندرہ راتیں کوشش کرتا رہ

و ناد حسینًا او ظفر او اصغرُ
اور محمد حسین کو اور قاضی ظفرالدین اور اصغر علی کو بُلا لے

وھٰذا من الاٰیٰت یا اکبر العدا
اور یہ خدا کا نشان ہے اے بڑے دشمن۔

فهل انت تنسج مثلها یا مُخسّرُ
پس کیا تُو اِس کی مانند بنالے گا۔

علی موطن یخشی الجبان نجمّر
جہاں بُزدل بھاگ جاتے ہیں ہم جم کر کھڑے ہیں

فان کنت فی شئ فبادر و نبدرُ
پس اگر تُو کچھ چیز ہے تو مقابلہ پر آ پھر ہم دیکھ لیں گے

اتستر بغیًا برق اٰیٰت ربّنا[1]
کیا تُو بغاوت کرکے ہمارے نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے

سیظهر ربّی کلما کنت تستر
پس میرا خدا وہ سب ظاہر کردیگا جس کو تُو چھپاتا ہے

تریدون ذِلّتنا و نحن ھو انکم
تم ہماری ذلّت چاہتے ہو اور ہم تمہاری۔

ولله حکم نافذ فسیامر
اور خدا کے لئے حکم نافذ ہے وُہ فیصلہ کردے گا۔

ترکتم کلام الله من غیر حُجّة
تم نے خدا کے کلام کو بے دلیل ترک کر دیا۔

وانّ کلام الله اهدی واظهرُ
اور خدا کا کلام اصل ہدایت اور ظاہر تر ہے۔

ویَسّره المولیٰ لیذّکر الوریٰ
اور خدا نے اس کو سہل کیا تا لوگ یاد کریں۔

فلا شك ان الذکر اجلی وایسرُ
پس کچھ شک نہیں کہ قرآن روشن اور آسان تر ہے۔

وفیه تجلت بیّنٰت من الهدی
اور اس میں کُھلی کُھلی ہدایتیں موجود ہیں ۔

وسمّاه فرقانًا علیم مُقدّرُ
اور خدا نے اس کا نام فرقان رکھا ہے۔

---

[1] اِس میں ربّنا کا ترجمہ سہو کاتب سے نہیں لکھا گیا۔ ترجمہ یُوں چاہیئے تھا "کیا تُو بغاوت کرکے ہمارے ربّ کے نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے۔ (شمس)

وسمّاہ تبیانًا وقولًا مفصّلا
اور اس کا نام تبیان اور قول مفصّل نام رکھا
فایّ حدیثٍ بعدہ نتخیّرُ
پس کس حدیث کو ہم اس کے بعد اختیار کریں۔

فدع ذکر بحث فیہ ظلم وفِرْیة
پس ایسی بحث کو چھوڑ دے جس میں جھوٹ ہے۔
وفکّر بنور القلب فیما نکرّرُ
اور نور دل کے ساتھ ہماری باتوں میں غور کر۔

لنا الفضل فی الدنیا وانفك راغم
ہمیں دُنیا میں بزرگی دی گئی اور تُو ذلّت میں ہے۔
وکلّ صدوقٍ لا محالة یظھرُ
اور ہر ایک راستباز انجام کار غالب کیا جاتا ہے۔

علونا بسیف الله خصمًا ابا الوفا [1]
ہم نے اپنے دشمن ابو الوفا کو مار لیا۔
فنملی ثناء الله شکرًا ونسطرُ
پس ہم خدا کی تعریف از رُوئے شکر کے لکھتے ہیں

ایزعم انی قد تقوّلتُ عامدًا
وہ گمان کرتا ہے کہ مَیں نے عمدًا جھوٹ بنا لیا۔
فویل لہ یُغوی الاناس ویھذر
پس اُس پر واویلا کہ لوگوں کو گمراہ اور بکواس کر رہا ہے

اری باطلًا قد ثلّم الحقُّ جدرہ
مَیں دیکھتا ہوں کہ سچائی نے باطل کی دیواروں میں سوراخ کر دیا
فاضحی الھُدیٰ مثل الضُّحیٰ یتبصّرُ
پس ہدایت روز روشن کی طرح نمایاں ہوگئی۔

وانّی طبعت الیوم نظم قصیدتی
اور آج میں نے اپنے اس قصیدہ کی نظم کو چھاپ دیا
وکان الیٰ نصفٍ تمشّی نوٗمبرُ
اور نومبر کا مہینہ قریبًا نصف گذر چکا تھا۔

کذالك من شعبان نصفٌ کمثلہ
اسی طرح شعبان کا بھی نصف تھا۔
فیاربِّ بارکھا لمن یتذکّرُ
پس اے میرے ربّ اُن کیلئے اِسکو مبارک کر جو ہدایت پکڑنا چاہے

رمیتُ لاُغتالن وما کنتُ رامیًا
میں نے اِس رسالہ کو تیر کی طرح چلایا تا یکدفعہ دشمن کا کام تمام کروں
ولکن رماہ الله ربّی لیظھرُ
اور در اصل میں نے اسکو نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا تا مجھے غلبہ دے

[1] سہوِ کاتب سے سَیف اللہ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یُوں ہے۔" ہم نے خدا کی تلوار سے اپنے دشمن ابو الوفا کو مار لیا۔ (شمس)

وهذا العهد قد تقرر بيننا بمُدٍّ فلم ننكث ولم نتغيّرُ

اور یہ قصیدہ ہم نے اس عہد کے لحاظ سے لکھا ہے جو موضع مُدّ میں کیا گیا تھا۔ پس ہم نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ ہم بدل گئے۔

نرى بركاتٍ نزّلوها من السما لنا كاللواقح والكلام يُنضّرُ

ہم ایک ایسی برکات دیکھ رہے ہیں جو آسمان سے ہمارے لئے اُتری ہیں اُن اونٹنیوں کی طرح جو حاملہ ہوتی ہیں اور کلام تازہ کی گئی ہے

ووالله انّ قصيدتي من مؤيّدي فنثني على ربّ كريم ونشكر

اور بخدا میرا قصیدہ میرے اُسی خدا کی طرف سے ہے[1]۔ پس ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں۔

ويا ربّ ان ارسلتني من عنايةٍ فايّد وكمّل كلما قلت وانصرُ

اور اے میرے ربّ اگر تُو نے اپنی عنایت سے مجھے بھیجا ہے پس تائید کر اور ہر ایک طریق جو مَیں نے سوچا ہے اسکو کامل کر۔

---

[1] سہوِ کاتب سے مؤیدی کا ترجمہ نہیں آیا۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا:۔
"اور بخدا میرا قصیدہ میرے اُسی خدا کی طرف سے ہے جو میری تائید کر رہا ہے۔"

ص۸۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے | کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے
کافر جو کہتے تھے وُہ نگونسار ہوگئے | جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کیلئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پُورا کریگا یعنی یہ بھی وُہ نشان ہے جسکی نسبت وعدہ تھا کہ وُہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائیگا۔ اور اسکے ساتھ دس ہزار روپیکا اشتہار اِس بات کے لئے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کیلئے کس زور سے اور کس قدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناءاللہ امرتسری نے موضع مُدّ میں بآواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور مَیں اِس طرح کی کتاب بنا سکتا ہوں۔ اور یہ سچ بھی ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کرسکیں اور اُسی مقرر مدّت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وُہ معجزہ کیسا ہُوا۔ اِس صورت میں تو ہم صاف جُھوٹے ہوگئے۔ لیکن جب ہمارے دوست مولوی سیّد محمد سرور صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ۲؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ بہانہ سے کام لیتے ہیں اِس میں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت

ص۸۹

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے۔ پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے۔ تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا۔ اور میں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں۔ آخر ۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہرحال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹ر اور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مدّ بحث ہوئی تھی۔ اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے۔ اور ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کے لئے منشی نصیرالدّین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا۔ شاید میں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اُردو مضمون ختم کر لیا۔ اس لئے یہ امر شک و شبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا۔ کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اُردو مضمون میں واقعات اُس بحث کے درج ہیں جو ۲۹ر اور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مدّ ہوئی تھی۔ پس اگر یہ قصیدہ اور اُردو مضمون اِس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیئے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اُس اُردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اِس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے۔ اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لئے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کیلئے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اِس اُردو کا ردّ بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔ اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اِس شرط کا توڑنے والا ہوگا۔ میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت

نہیں ڈالتا جس مشقت سے مَیں نے حصہ نہ لیا ہو۔ ظاہر ہے کہ اُردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُن اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے پیش کئے تھے۔ اِس صُورت میں کون شک کرسکتا ہے کہ وُہ اُردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی۔ پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں مَیں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنیکا اُن لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو اِن تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے۔ اور مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اگر وُہ اتنی مُدّت تک جو مَیں نے اُردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اُردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو۔ کوئی بات رہ نہ جائے۔ اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو۔ اِسی مُدّت مقررہ میں چھاپکر شائع کردیں تو مَیں اُنکو دس ہزار روپیہ نقد دُونگا۔ میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلّف نہیں ہوگا۔ اور جس کا وُہ بذریعہ عدالت بھی ایفا کرا سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دُوسرے میرے مخالف پہلو تہی کریں اور بدستور مجھے کافر اور دجّال کہتے رہیں تو یہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں۔ اور وُہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر مَیں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وُہ سب ملکر اُردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتمل بر واقعات لکھدیں مَیں کچھ عذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپکر شائع کر دیا۔ تو مَیں بیشک جھُوٹا ٹھہرونگا۔ مگر چاہیئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر یک بیت کے نیچے اُردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اسکو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔ اِس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور انشاء اللہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو مَیں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دُوں گا۔ جو مولوی سید محمد سرور صاحب لیکر جائینگے اور اسی تاریخ

منہ ۹۰

یہ رسالہ اُن تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اِس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کردوں گا۔ بالآخر مَیں اِس بات پر بھی راضی ہوگیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لئے پندرہ روز کی مہلت دوں۔ کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو انہیں اِس صورت میں کہ ۱۸ یا ۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ اُن کے پاس پہنچ جائیگا۔ بہرحال ماننا پڑیگا کہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے۔ مگر تاہم مَیں نے اُن کی حالت پر رحم کرکے اتمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کردیئے ہیں اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں۔ پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کرلیتے ہیں۔ یعنی ۱۷۔۱۸۔۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء۔ ان دنوں تک بہرحال اُن کے پاس جابجا یہ قصیدہ پہنچ جائیگا۔ اب اُن کی میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اِس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اِس میعاد کا خاتمہ ہوجائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہوجائے گی۔ اُنہوں نے اِس قصیدہ اور اُردو مضمون کا جواب چھاپکر شائع کردیا تو یُوں سمجھو کہ مَیں نیست ونابود ہوگیا اور میرا سلسلہ باطل ہوگیا۔ اِس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی۔ تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے۔ بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصّہ ہوگا۔ اور اِس انعام میں سے ثناءاللہ کو پانچہزار ملے گا۔ اور باقی پانچ کو اگر فتحیاب ہوگئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی